صلیبی جنگجو
ٹمپلر امرأ تاریخ کے آئینے میں
KNIGHTS TEMPLAR
Crusaders
www.KitaboSunnat.com
ہارون یحییٰ
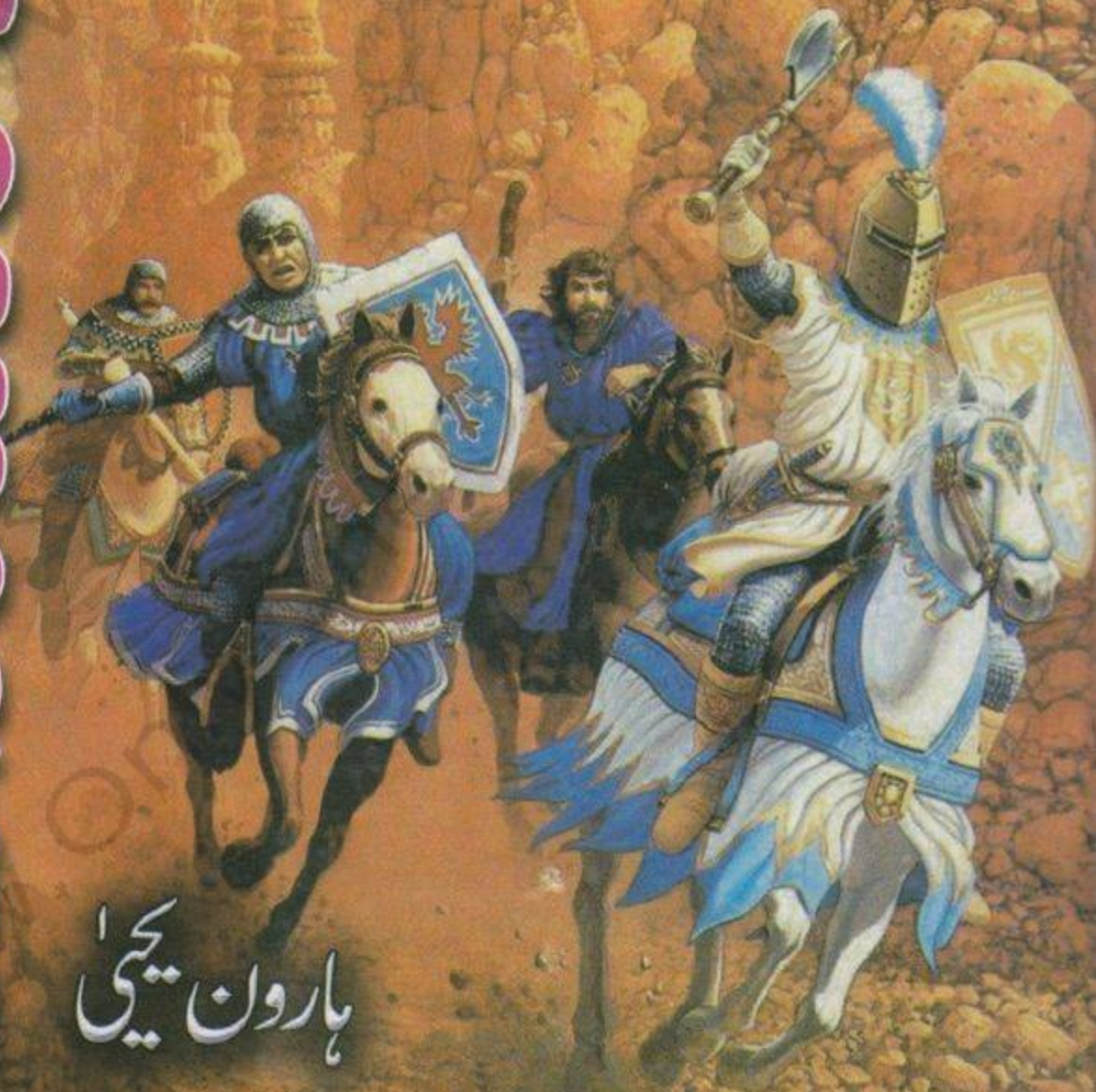
بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

سوئٹزرلینڈ کے باسی
ٹمپلر اُمراء تاریخ کے آئینے میں

تعارف:

شروع شروع میں انسانوں نے ایک خدا تخلیق کیا جو آسمانوں اور زمین کا حاکم اور تمام اشیاء کی تخلیق کی پہلی وجہ تھا، اس خدا کو کسی تشبیہات کے طور پر ظاہر نہ کیا گیا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مندر یا راہب اس کی خدمت میں موجود رہتے تھے۔ اسے ایک نامکمل انسانی وضع کردہ نظام عبادت سے بلندی پر اٹھایا گیا۔ آہستہ آہستہ وہ اپنے لوگوں کے ضمیر کی آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔ اس کی یاد ان کیلئے اس حد تک دور ہو گئی تھی کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں اس کی مزید ضرورت نہیں رہی۔ حتیٰ کہ کہا گیا کہ وہ غائب ہو گیا ہے۔ کم از کم ایک نظریے کی رو سے جس نے 1912ء میں پہلی مرتبہ شائع کردہ کتاب ''خدا کے تصور کا کنبہ'' میں فادر ولیم شمٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ شمٹ نے اپنا خیال یوں پیش کیا کہ خدائے واحد کا نظریہ قدیم اس وقت بھی موجود تھا جب عورتوں اور مردوں نے بہت سے خداؤں کی پرستش شروع کر دی تھی۔ حقیقتاً انہوں نے ایک سپریم دیوتا کے وجود کو تسلیم کیا تھا جس نے تمام دنیا کو پیدا کیا اور جو دور بیٹھ کر بھی انسانوں کے معاملات چلاتا تھا۔ ایک ایسے اعلیٰ، فرضی خدا پر ایمان رکھنے کا عقیدہ آفریقہ کے بہت سے قبیلوں کی زندگیوں کا حصہ ہے اس خدا کو

آسمانی خدا (نیلی چھتری والا خدا) بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت آسمانوں سے ہے وہ نماز میں خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ان کو دیکھ رہا ہے اور غلط کام کرنے والے کو سخت سزا دے گا۔ پھر بھی حیرت ہے وہ ان کی روزمرہ زندگیوں میں نظر نہیں آتا ہے۔ اس کا عبادت کرنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نے خدا کی کوئی شبیہہ بنا رکھی ہے۔ قبیلے والے افراد کا کہنا ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے دنیادار افراد کے ساتھ آلودہ کیا جاسکتا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا وجود اب نہیں رہا۔

انسانوں پر تحقیق کرنے والے سائنس دانوں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ خدا (نعوذ باللہ) ایک دور دراز اور انتہائی اعلیٰ، عرضی مقام پر موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے متبادل کے طور پر بہت سے دیوی دیوتاؤں کو اپنایا گیا ہے۔ شمٹ کا نظریہ قدیم زمانوں کے نظریے کا پیچھا کرتا ہے کہ بہت اونچے اور دور افتادہ خدا کو ملحدوں کے بنائے معاشرے کے تمام خداؤں بلکہ پرکشش خداؤں کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ابتدا میں البتہ ایک خدا تھا اگر ایسا ہی ہے تو توحید کا نظریہ انسانوں کا تراشا ہوا سب سے ابتدائی نظریہ تھا جو زندگی کی پر اسراریت اور زندگی کو زخمی کر دینے والے افسوس ناک واقعات کی تشریح کرتا ہے۔ یہ ان مسائل کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو انسان کو درپیش ہو سکتے ہیں اور انسان ان سے دوچار ہو سکتا ہے۔ اسے ایک طریقے یا دوسرے سے ثابت کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ مذہب کے ظہور کے بارے میں بہت سے نظریات قائم کیے گئے ہیں۔ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ خداؤں کو تخلیق کرنے کا کام انسانوں نے ہی شروع کیا ہے جب ایک مذہبی نظریہ ان کے کام کا نہیں رہتا یا اس کے مقصد پر پورا نہیں اترتا وہ اسے تبدیل کر دیتے ہیں۔ ایسے خیالات خاموشی سے معدوم ہو جاتے ہیں جیسے ایک آسمانی خدا کے نظریے میں کوئی خاص کشش نہیں تھی۔

ہمارے عہد حاضر میں کئی لوگ کہیں گے کہ صدیوں تک مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں نے اللہ کی عبادت کی لیکن آسمانی خدا کے نظریئے کی طرح یہ نظریہ بھی دم توڑ رہا ہے۔ بلاشبہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی زندگیوں سے خدا کا وجود کم ہوتا نظر آتا ہے خاص طور پر مغربی یورپ میں۔ یہ سمجھنے کے لئے کہ ہم کیا کھو رہے ہیں ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ لوگ کیا کر رہے تھے جب انہوں نے اس خدا کی پرستش شروع کی۔ تب اس خدا کا ان کی نظروں میں کیا مطلب تھا اور وہ اسے کس طرح محسوس کر رہے تھے۔ ایسا کرنے کے لئے ہمیں مشرق وسطی کی قدیم دنیا میں واپس جانے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں ہمارے خدا کا نظریہ چودہ ہزار سال قبل پروان چڑھا۔

آج کی دنیا میں مذہب ایک غیر متعلقہ چیز کے طور پر کیوں نظر آتا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں کئی غیر مرئی عناصر نے گھیر رکھا ہے۔ ہم نے جس سائنسی کلچر کو فروغ دیا ہے وہ ہم سے اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اپنی توجہ اپنے سامنے کی مساوی اور فزیکل دنیا پر مرکوز رکھیں۔ اس طریقے نے بہت سے نتائج فراہم کئے ہیں ان نتائج میں سے ایک نتیجہ یہ ہے کہ آج کی زندگی سے روحانیت کا عنصر غائب ہو گیا ہے جو کبھی روائتی معاشروں کا طرہ امتیاز ہوتا تھا۔ جنوبی سمندری جزیروں میں، اس پراسرار موت کو "مانا" کہا جاتا ہے۔ دوسرے اسے "روح کی موجودگی" کا تجربہ قرار دیتے ہیں بعض اوقات اسے ایک غیر شخصی طاقت قرار دیا جاتا ہے کہ جو بجلی یا تابکاری مادے سے پیدا ہونے والی توانائی کی شکل کی طرح ہے۔ قبیلوں کے سرداروں، پودوں، چٹانوں اور جانوروں کو اس طاقت کا منبہ قرار دیا جاتا ہے۔ لاطینی لوگ ان روحوں (نیومینا) کو مقدس اور تنگ راستوں میں تلاش کرتے ہیں۔ عربوں کا خیال ہے کہ کرہ ارض کو جنوں نے آباد کیا۔ قدرتی امر ہے کہ لوگ اس حقیقت کے ساتھ وابستہ ہونے کی سعی کرتے ہیں تاکہ یہ حقیقت ان کے کسی

کام آئے اور وہ اس کو خراج تحسین پیش کر سکیں۔ جب وہ غیر مرئی قوتوں کو اپنی شخصیت پر سوار کر لیتے ہیں اور انہی کو تیز ہوا، سورج، سمندر اور ستاروں سے وابستہ کر کے خدا تصور کر بیٹھتے ہیں۔

انہی متفرق نظریات کے فریب میں پھنس کر انسان نے مذہب کی من پسند تشریحات کیں اور اپنی مرضی کا نظام بنی نوع انسان پر تھوپنے کی کوشش کی۔ ایسی ہی ایک کوشش کے ذریعے مغربی دنیا کی تاریخ کے بظاہر اجلے چہرے سے نقاب کشائی کی جاتی ہے۔ ایسے ہی ایک کردار سرخ صلیب سے مزین لبادہ اوڑھنے والے ٹمپلرز تھے۔ (One for all, all for one) ان کا یہ نعرہ ان کے اسی اتحاد کا مظہر ہے۔ ٹمپلرز کبھی فرانس اور سوئٹزرلینڈ کی سرزمینوں کی پہچان تھے۔ طاقت، اقتدار کے نشے میں چور ٹمپلرز کے نظریات ماضی بعید کا حصہ ہیں لیکن ان کی جھلک موجودہ مغربی تہذیب میں تلاش کرنا کوئی انہونا کام نہیں ہے۔ اس طرح یہ تحقیق بنی نوع انسان کی آنے والی نسلوں اور تہذیبوں کے ٹکراؤ کے درمیان مشعل راہ کا کام کریگی۔

انسانی تاریخ سے ٹمپلروں کے چھوڑے نقوش مٹائے نہیں جا سکتے۔ دنیائے عیسائیت میں ان کا کردار ہر شکل میں اہم رہا ہے۔ بات معاشرے کی اندرونی اصلاح کی ہو یا بیرونی دفاع کی، ٹمپلرز ہمیشہ صف اول میں نظر آتے ہیں لیکن طاقت کا نشہ اگر بدنام ہے تو اس نشے میں چور افراد کو کس طرح نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ ٹمپلرز کا سب سے پہلا نشانہ مذہب بنا، ہوس کی عینک سے دولت ہی متاع حیات قرار دی گئی۔ شیطانی کاموں کو ہوا دی گئی۔ مذہبی بنیادوں پر شیطانی رسومات کے ذریعے ضربیں لگا کر ان کی توہین کی گئی۔

ٹمپلروں کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا ان کی سرپٹ دوڑتی گاڑی کو پہلی بریک اس وقت لگی جب فرانسیسی بادشاہ اور پوپ نے پانی سر سے اونچا ہوتا دیکھ کر اس تنظیم اور اس

کی ذیلی تنظیموں کو بدنام زمانہ قرار دیکر ٹمپلرز کے اثاثے ضبط کرنے اور انہیں پابند سلاسل کرنے کا حکم دیا، اس فیصلے نے ٹمپلروں پر کڑے وقت کا ہتھوڑا چلایا اور سفر ''ساگا'' اپنی موت آپ مرنے کے لئے زیرزمین چلا گیا لیکن اس مرتبہ لبادہ سرخ نہیں بلکہ فری مینسو کی شکل میں سامنے آیا۔

مذکورہ کتاب کے صفحات ٹمپلروں کی خون چکاں زہرفشانیوں کے تناظر میں سرخ رنگ کے ہونے چاہئے یہ لوگ آج بھی فری میسنری کے لبادے میں معصومیت اور امن کا سفید غلاف اوڑھے سوئٹزرلینڈ میں دنیا کی شطرنج کی بچھی بساط پر گہری نظریں جمائے بیٹھے ہیں کہ کب وہ یہ لبادہ اتار کر پھر کسی ترکی کی تلاش میں نکلیں اور اسے اپنے پنجہ استبداد میں گرفتار کر لیں، ٹمپلر امراء اپنی شاطرانہ چالوں کے باوجود تاریخ کے آئینے میں چھپ نہیں سکتے۔

آج عالم اسلام یکطرفہ صلیبی جنگوں کی لپیٹ میں ہے ٹمپلروں کی سیاہ تاریخ آنے والی نسلوں کو ہوش کے ناخن لینے کا عندیہ دیتی ہے۔ مبادا اغیار کی دولت کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کرگئی تو کئی نسلوں تک غلامی کی بیڑیاں ان کا مقدر ہونگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

فہرست مضامین

عنوانات | صفحہ نمبر

باب نمبر 1

باب نمبر II

باب نمبر III

باب نمبر IV

☆☆☆

باب نمبر 1

تاریخ کی سیاہی

اگرچہ صلیبی جنگوں کے بارے میں اکثر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ جنگیں عیسائی عقیدے کی بنیاد پر لڑی گئیں لیکن درحقیقت صلیبی جنگوں کی آگ پر جلتی کا تیل مال، دولت کے لالچ نے چھڑکا۔ اس وقت کے مغرب میں آج کے برعکس غربت، افلاس کا دور دورہ تھا جبکہ مشرق بالعموم اور مسلم معاشرے میں بالخصوص دولت اور خوشحالی کا دور تھا۔ اسی ایک نقطے نے یورپین لوگوں کی اور خاص طور پر چرچ سے وابستہ افراد کی آنکھیں چندھیا ڈالی تھیں۔ دولت کے اس لالچ نے عیسائیت کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ اور بظاہر مذہبی بنیادوں پر چلنے والی تحریک کے پیچھے مادہ پرستی اور دنیاوی خواہشات کا بحر بیکراں تھا۔

ان نظریات کی رو میں بہہ کر عیسائی پچھلے ایک ہزار سال کی پرامن پالیسیوں سے روگردانی کرتے ہوئے یکدم اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام فلسطین اور یروشلم کی مقدس سرزمین کی آزادی کے لئے خصوصی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

جب پوپ اربن دوئم نے کلیمنٹ کی کونسل کا اجلاس بلایا تو یہیں سے ہم صلیبی جنگوں کے نقطہ آغاز کی تلاش کر سکتے ہیں۔ مذہبی جماعت کے تین سو ممبر پوپ کی قیادت میں اکٹھے ہوئے۔ جنگ مخالف نظریات جو عیسائیت پر غالب تھے ان کا طوق اتار پھینکا گیا اور فتح کی بنیاد رکھ دی گئی، کونسل کے اختتام پر اربن دوم نے ایک سماجی اجتماع کے سامنے

اپنی مشہور زمانہ تقریر میں مطالبہ کیا کہ عیسائی آپس میں لڑائی جھگڑا چھوڑ دیں۔ پوپ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا چاہے وہ امیر ہیں یا غریب' زمیندار ہیں یا کسان' ایک جھنڈے تلے متحد ہو جائیں تا کہ مقدس سرزمین کو مسلمانوں سے آزاد کرایا جا سکے

''اس کے مطابق' یہ ایک مقدس جنگ تھی''

تاریخ دان اربن دوئم کو ایک اچھا اور شعلہ بیان مقرر قرار دیتے ہیں۔ اس نے عیسائیوں کو ترک مسلمانوں اور عربوں کے خلاف ابھارا اور اس الزام کو مسلمانوں پر تھوپنے میں کامیاب بھی رہا کہ مسلمان مقدس سفر پر جانے والوں پر حملے کر رہے ہیں اور عیسائیوں کی مقدس جگہوں کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ بلاشبہ یہ سب جھوٹ تھا اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ مورخین نے بلا چون و چرا تسلیم کیا ہے کہ مسلمان عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ اچھا اور نرم برتاؤ کرتے تھے۔ انہیں اپنی مذہبی عبادات اور رسومات ادا کرنے کی پوری آزادی تھی۔ تمام اقلیتوں پر مشتمل یہ مخلوط معاشرہ اس مقدس سرزمین میں اسلام کے زریں اخلاقی اصولوں کے سائے میں امن' آشتی کی فضا میں سانس لے رہا تھا لیکن چونکہ اس دور میں آج کے مقابلے میں باہمی رابطے کا شدید فقدان تھا' ذرائع نقل و حمل انتہائی پسماندہ تھے' وسطی یورپ کے لوگ اس امر سے ناواقف تھے روم میں ویٹکن کی طرف مائل ہونا اور لاطن میں مذہبی رسومات منعقد کرنے کے باوجود وہ پرانے خیالات کے حامل مشرقی کلیسا یا یونانی زبان بولنے والے بائیزینٹیم (Byzantium) اور حتی کہ دین اسلام کے بارے میں کم ہی جانتے تھے۔ ان حالات میں اور مذہبی روگردانی کرنے والوں کے جلو میں' عام آدمی کے جذبات کو اشتعال دلانا پوپ کے لئے اتنا مشکل نہیں تھا۔ اربن دوئم تو یہاں تک دعویٰ کر گیا کہ جوان صلیبی جنگوں میں شرکت کریں گے ان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حوصلہ افزائی کا یہ تیر نشانے پر بیٹھا اور تمام مجمع میں کپڑے کی بنی

صلیبیں تقسیم کر دی گئیں تا کہ وہ انہیں اپنے کپڑوں پر سجا سکیں۔ اس کے بعد سب لوگ "مقدس جنگ" کے مشن کو پھیلانے کے لئے منتشر ہو گئے۔

پوپ کی اس کال پر جلد ہی شدید ردعمل ہوا اور اس ردعمل نے ایک تاریخ رقم کر ڈالی۔ قلیل مدت میں ایک بہت بڑی صلیبی فوج تیار ہو گئی۔ اس لشکر میں نہ صرف باقاعدہ لڑنے والوں کی ایک بڑی تعداد تھی بلکہ دس ہزار عام افراد بھی شامل تھے۔

تاریخ دان اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ دنیائے عیسائیت کے کم ظرف، روحانیت اور غریب پروری سے عاری بادشاہ مشرق کی دولت اینٹھنے کے لئے بے چین تھے، چنانچہ انہوں نے پوپ پر دباؤ ڈالا کہ وہ "مقدس جنگ" کا اعلان کرے۔ بہت سے لوگ پوپ کے اس رویئے سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب نظر آتے ہیں کہ پوپ اربن دوئم کی اس پالیسی کے پیچھے ایک نیا موقف واضح دکھائی دیتا ہے کہ پوپ اس اہم فیصلے کے ذریعے ایک حلیف کے مقابلے میں جو پوپ بننے کا دعویدار تھا، اپنے لئے طاقت اور اقتدار حاصل کرنا چاہتا تھا۔

درحقیقت، تمام بادشاہ، شہزادے، امراء اور دوسرے اہم افراد جو پوپ کی کال پر اکٹھے ہوئے تھے، ان کے پیچھے دنیاوی مقاصد کارفرما تھے، جیسا کہ اینوئیس یونیورسٹی کے ڈونلڈ کیولر لکھتے ہیں کہ فرانسیسی امراء زیادہ زمین پر قبضہ چاہتے تھے۔ اطالوی تاجر تجارت کو مشرق وسطیٰ کی بندرگاہوں تک پھیلانا چاہتے تھے۔ غریب غرباء کی ایک کثیر تعداد ان مہمات میں صرف اس لئے شریک ہو گئی تھی تا کہ وہ اپنے معمول کی زندگیوں کی سختیوں سے نجات حاصل کر سکیں۔

دوران سفر لالچی جتھوں نے سونے اور جواہرات کی امید پر لاتعداد یہودیوں اور مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ صلیبیوں کے لئے یہ قتل عام معمول کی بات تھی کہ شکار کرنے

والے اپنے دشمنوں کے پاخانوں کو بھی اس امید پر کھوجتے تھے کہ شاید انہوں نے سونا اور جواہرات صلیبیوں سے چھپانے کے لئے نگل لئے ہوں۔ چوتھی صلیبی جنگ میں' ان کا لالچ اس حد تک بڑھا کہ انہوں نے عیسائی قسطنطنیہ کو بھی لوٹ ڈالا اور ھیا صوفیا کے کیتھڈرل میں واٹر کلر سے بنی تصاویر میں لگی سونے کی تاروں کو بھی نہ بخشا۔

1096ء کے موسم گرما میں' صلیبیوں کا یہ ہجوم تین مختلف ٹولیوں میں روانہ ہوا' ان میں سے ہر ایک قسطنطنیہ پہنچنے کے لئے مختلف راستے کا انتخاب کر رہا تھا جہاں انہوں نے ایک دوسرے سے ملنا تھا۔ بازنطیہ کے بادشاہ الیکسیس اول نے اس لشکر کی بھرپور مدد کی اور 4000 ہزار نفوس پر مشتمل پہاڑی سردار اور پیدل فوج کے 25 ہزار افراد فراہم کئے۔ سینٹ جائلز کے ریمنڈ چہارم' ٹیولس بیوموںڈ کے کاؤنٹ' ٹورنٹو کے ڈیوک' بائیولین کے گاڈ فرائے' ورمینڈ وئیس کے کاؤنٹ اور نارمنڈی کے ڈیوک نے اس لشکر کی کمان کی۔ لی پائی کا بشپ ایڈیمر جوار بن دوئم کا قریبی دوست تھا' ان کا روحانی پیشوا تھا۔

کئی بستوں کو روندتے' آگ لگاتے اور لاتعداد مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے یہ صلیبی آخر کار سن 1099ء میں یروشلم پہنچ گئے۔ تقریباً پانچ ہفتوں کے محاصرے کے بعد' شہر فتح ہوگیا۔ جب صلیبی فاتح کی حیثیت سے یروشلم میں داخل ہوئے تو ایک مؤرخ کے مطابق' انہوں نے بلاامتیاز عورت اور مرد کے جہاں ترکوں اور سارا کنز کو دیکھا' تلوار کی نوک پر لٹکا دیا۔ صلیبیوں نے ہر اس شخص کا قتل عام کیا جو ان سے ملا اور ہر وہ چیز لوٹ لی جو ان کے ہاتھ آ سکتی تھی۔ انہوں نے ان تمام پناہ گزینوں کو چاہے وہ جوان تھے یا بوڑھے یا جنہوں نے مساجد میں پناہ لی تھی کو بلاامتیاز قتل کر دیا۔ مسلمانوں اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مقدس مقامات کو تباہ' برباد کر کے آگ لگا دی گئی۔ سارا شہر آگ کے شعلوں میں گھر کر اپنے خون میں نہا گیا تھا۔ جن یہودیوں نے ان عمارات

کے اندر پناہ لی تھی ان کو زندہ جلا دیا گیا۔ یہ قتل عام اس وقت تک جاری رہا جب تک انہیں ایسا کوئی انسان نظر آیا جسے وہ قتل کر سکتے۔ صلیبیوں میں سے ایک صلیبی آیگاٹیلز سے تعلق رکھنے والا ریمنڈ ان ظالمانہ واقعات کو اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔

''مناظر زبردست اور لائق دید تھے' ہمارے کچھ افراد نے اپنے دشمنوں کے سرتن سے جدا کر دیئے۔ ابھی یہ رحم دلی تھی۔ کچھ نے تیروں کے ساتھ ان کو چھلنی کر کے بلند و بالا مینار سے نیچے پھینک دیا۔ بعض افراد نے دشمنوں کو کافی عرصہ ٹارچر کرنے کے بعد آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ شہر کی گلیوں میں انسانی سروں' ہاتھوں اور پاؤں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ گلیوں میں راستہ تلاش کرنے کے لئے انسانوں اور گھوڑوں کی لاشوں کو ہٹانا پڑتا تھا لیکن یہ واقعات حضرت سلیمانؑ کے مندر والی جگہ کے واقعات کے تناظر میں معمولی نظر آتے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں مذہبی رسومات ادا کرنے کی آواز گونجتی تھیں لیکن اب اسی مندر کی راہداری میں انسانی گھٹنوں اور گھوڑے کی باگوں تک انسانی خون بہہ رہا تھا۔''

ایک تحقیق دان ڈسمینڈ سیوارڈ اپنی تصنیف ''جنگ کے مذہبی متوالے'' میں ان دلخراش واقعات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''یروشلم کو جولائی 1099ء میں تباہ و برباد کیا گیا'' ان ظالمانہ اقدامات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ چرچ کس معمولی حد تک ان حملہ آوروں کو اپنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھال سکا تھا۔ اس مقدس شہر کی تمام آبادی چاہے وہ یہودی تھے یا مسلمان موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ یہ قتل و غارت تین دن تک جاری رہی اور ستر ہزار مرد' عورتوں اور بچوں نے جان سے ہاتھ دھوئے۔ کئی جگہوں پر مرد' زن اپنے گھٹنوں تک خون میں لت پت تھے اور گھڑسوار گلیوں میں چلتے پھرتے اس خون کے چھینٹے اڑا رہے تھے۔

ایک دوسرے تاریخی ماخذ کے مطابق' چالیس ہزار مسلمان بے رحمی سے قتل کر

دیئے گئے۔ تعداد جو کچھ بھی رہی ہو' مقدس سرزمین میں صلیبیوں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہونے والے یہ واقعات انسانی تاریخ میں اس طرح رقم ہو چکے ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

پہلی صلیبی جنگ 1099ء میں یروشلم کی فتح پر منتج ہوئی۔ مسلمانوں کے 400 سالہ اقتدار کے بعد مقدس سرزمین عیسائی کنٹرول میں آ گئی۔ صلیبیوں نے ایک لاطینی بادشاہت کی بنیاد رکھی جو فلسطین سے اینٹی اوک تک پھیلی ہوئی تھی اور یروشلم اس کا دارالحکومت تھا۔ اس کے بعد صلیبیوں نے مشرق وسطیٰ میں آگے بڑھنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن وہ ریاست جو انہوں نے قائم کی تھی' اس کے لئے انہیں منظم ہونے کی ضرورت تھی چنانچہ اس صلیبی ہجوم کو ایک منظم فوج میں ڈھالنے کی غرض سے' انہوں نے اہم فوجی اقدامات کیے جن میں فوجی عہدوں کی درجہ بندی شامل تھی ایسے اقدامات کی پہلے مثال نہیں ملتی تھی۔ ان عہدوں کے حامل افراد نے یورپ سے ہجرت کی تھی اور وہ فلسطین میں سادہ زندگی گزار رہے تھے' انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی خصوصی تربیت دی گئی تھی۔ ان درجوں میں سے ایک درجہ مختلف راستے پر چل نکلا جس نے آگے چل کر پہلے یورپ میں اور پھر دنیا میں خدائی فوجدار بن کر تاریخ کے دھارے کو بدل دیا۔

☆☆☆☆☆☆

ٹمپلر اُمراء کا جنم

یروشلم کی فتح اور لاطینی بادشاہت کے 20 سال بعد، ٹمپلرز تاریخ کے منظرنامے پر نمودار ہوئے۔ ان کو ٹمپلرز یا خدائی فوجدار بھی کہا جاتا ہے اس درجے کا مکمل نام پاپریکز کومیلیٹیوز کرسٹو ٹیمپلیک سولومونس یا عیسیٰ اور سلیمان کے مندر کے غریب ساتھی (ٹمپلرز امراء کے بارے میں دستیاب معلومات کا ذخیرہ آج ہم تک 21 ویں صدی کے مورخ ٹائیر کے گونکالئم کے ذریعے پہنچا ہے)۔ یہ درجہ 9 خدائی خدمت گار ہیوز ڈی پینز' جیفری ڈی سینٹ عمر' گونڈامر' جیفری بسل' پین ڈی مونٹڈ ایڈ' آرکیم بوڈ ڈی سین' آگنیٹ' آندرے ڈی مونٹ بارڈ اور ہیوج کونٹ ڈی شیمپین کے ذریعے 1118ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس درجے کو دفتر کے کام کاج کے لئے جگہ سلیمان کے مندر والی سابقہ جگہ پر دی گئی۔ ٹمپل ماؤنٹ چنانچہ 70 سال تک اس درجے کا ہیڈ کوارٹر رہا۔ اس کے بعد حطین کی جنگ کے نتیجے میں عظیم مسلم سپہ سالار صلاح الدین نے یروشلم کو دوبارہ مسلمانوں کے لئے فتح کر لیا۔ ان ٹمپلرز نے اپنی مرضی سے اس تنظیم کی بنیاد مندر والی جگہ پر رکھی تھی کیونکہ مندر کی یہ جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دنیاوی جاہ وجلال کی علمبردار تھی اور مندر کے کھنڈرات سربستہ رازوں کے امین تھے۔ مقدس سرزمین کا دفاع اور عیسائی زائرین کی حفاظت ان 9 ٹمپلرز کا بظاہر مقصد تھا۔ اسی مقصد کے تحت تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا اور افواج میں شمولیت اختیار کی گئی لیکن حقائق کی رو سے بات کچھ اور رہی تھی۔

تنظیم کے مقاصد

اس وقت مذہبی جتھوں کے بہت سے جنگ باز وہاں موجود تھے لیکن تمام اپنے اپنے منشور کے مطابق عمل پیرا تھے۔ سپاہیوں کی تربیت کے علاوہ 'سینٹ جان کے فوجدار جو ایک بڑی تنظیم فوجداری ہاسپیٹلرز کے حوالے سے جانے جاتے تھے' بیمار اور غریبوں کی دیکھ بھال کر کے مقدس سرزمین میں نیک کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ ٹمپلرز نے حیفہ اور یروشلم کے درمیانی علاقے کی زمینوں کی ذمہ داری ازخود لے رکھی تھی کیونکہ 9 خدمت گاروں کے لئے عملی طور پر ناممکن تھا کہ وہ تمام کی ذمہ داری سنبھالتے۔ اب یہ بات عیاں تھی کہ ٹمپلرز فلاح' بہبود کے کاموں کے ساتھ ساتھ سیاسی اور معاشی فائدے بھی حاصل کر رہے تھے۔

فری میسنری کی مشہور کتب میں سے ایک ''اخلاق اور عقیدہ'' کے بارے میں تھی۔ اس کتاب میں گرینڈ ماسٹر البرٹ پائیک (1809 - 1891) ٹمپلرز کے صحیح مقاصد کا انکشاف کرتا ہے۔ 1118ء میں 9 صلیبی فوجداروں نے مشرق میں جن میں جیفر وے ڈی سینٹ' عمر اور ہیوز ڈی پینز شامل تھے۔ اپنے آپ کو مذہب کے لئے وقف کر دیا اور قسطنطنیہ کے پیٹری آرک کے ہاتھ پر حلف لے کر اعلان کیا کہ وہ مقدس مقامات پر آنے والے زائرین کی حفاظت کریں گے جبکہ خفیہ طور پر ان کا مقصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے مندر کی دوبارہ تعمیر کا تھا جس کا خواب عزاکائیل نے دیکھا تھا۔ اس ماڈل پر پائیک کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق' خدائی فوجدار شروع ہی سے روم کے تاج کے مخالف

تھے۔ ان کا مقصد دولت اور اثر ورسوخ کا حصول تھا۔ پھر سازش اور ضرورت پڑنے پر جوہا نائیٹ 'ناسٹک اور کابلسٹک عقیدے کے لئے لڑنا شامل تھا۔

پائیک کی فراہم کردہ اطلاع میں مزید اضافہ کرتے ہوئے ہرمکی' کرسٹوفر نائیٹ اور رابرٹ لوماس جیسے انگریز مصنفین ٹمپلرز کے ظہور اور مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ٹمپلرز نے مندر کی باقیات میں پوشیدہ رازوں اور پراسراریت کو بے نقاب کیا، اس کوشش میں ان کا اپنا ذہنی نظریہ ہی تبدیل ہوگیا۔ اسی وقت سے انہوں نے غیر عیسائی تعلیمات کو اپنا لیا۔ زیارت کے لئے آنے والوں کے لئے تحفظ کے اقدامات ٹمپلرز کی وجہ شہرت بن گئے جس کے پیچھے ان کے اصل مقاصد اور عزائم چھپ گئے۔

اس بات کی کوئی واضح شہادت موجود نہیں ہے کہ ان بانی ٹمپلروں نے زیارت کے لئے آنے والوں کی حفاظت کی ذمہ کب تک نبھائی؟ البتہ ہم اس بات کے واضح ثبوت تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ انہوں نے ہیرڈ کے مندر کی باقیات (کھنڈرات) میں وسیع پیانے پر کھدائی کی (حضرت سلیمان کے مندر کا نام ہیرڈ کے دوبارہ تعمیر کرنے پر ہیرڈ مندر رکھا گیا) ہرمکی کے مصنفین ان واقعات کے دامن میں چھپی شہادت اور ثبوت تلاش کرنے والے کوئی اکیلے تحقیق دان نہیں ہیں' یہ بات گائیٹن ڈیلا فورج نامی فرانسیسی مورخ نے لکھی کہ

ان نوفوجداروں کا حقیقی مقصد ایسی خاص باقیات اور تحریری مسودات کا حصول تھا جو قدیم مصر اور یہودیت کی خفیہ روایات کا نچوڑ تھے، انہیں اس شعبے میں تحقیق کرنا تھی۔

ہرمکی کے مطابق' فوجداروں اور لوماس نے یہ نتیجہ نکالا کہ خدمتگاروں نے کھدائی کی جگہ سے ایسی اہم اشیا دریافت کیں جنہوں نے اس عہد کی دنیا کا یکسر ایک نیا تصور اجاگر کیا۔ دوسرے بہت سے مورخین نے بھی کم وبیش یہی نتائج اخذ کئے۔ اس تنظیم کے بانی اور

ان کے پیش رو تمام کے تمام عیسائیت کی پیداوار تھے لیکن ان کی زندگی کا فلسفہ عیسائیت نہیں تھا۔ تصویر میں نادر مہریں نمایاں ہیں۔ یہ مہریں صلیبی جنگوں کے زمانے کی ہیں۔

انیسویں صدی کے اختتام پر، شاہی ماہر تعمیرات کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص چارس ولسن نے یروشلم میں آثار قدیمہ پر تحقیق شروع کی۔ اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ تحقیق ٹمپلرز مندر کی باقیات (کھنڈرات) کے مطالعے کے لئے کی گئی تھی، اور ولسن کے حاصل کردہ ثبوتوں کی روشنی میں انہوں نے مندر کے نواح میں اپنے آپ کو مستحکم کر لیا تھا تاکہ ان کے کھدائی اور تحقیق کے عمل میں سہولت پیدا ہو جائے۔ جو آلات ٹمپلرز پیچھے چھوڑ گئے تھے انہوں نے ولسن کے جمع کردہ ثبوتوں کو شکل فراہم کی تھی یہ آلات اس وقت سکاٹ لینڈ کے ایک باشندے رابرٹ برائیڈن کی ذاتی تحویل میں ہیں۔

حرکی کے مصنفین کی رائے میں ٹمپلرز کی تحقیقی کوششیں بیکار نہیں تھیں۔ انہوں نے جو نظریہ دریافت کیا، اس نے تمام دنیا کی ہیئت ہی تبدیل کر ڈالی۔ اس کے باوجود کہ وہ عیسائی معاشرے میں پلے بڑھے، انہوں نے غیر عیسائی طریقے اختیار کئے جن میں کالے جادو کے متعلق رسوم، رواج اور شر پسندی سے بھرپور تقاریر اور خطبات شامل تھے۔ مورخین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ یہ شیطانی طریقے کبالا سے حاصل کئے گئے۔

کبالا (Cabala) کا لفظی مطلب "زبانی روایت" ہے یہ یہودیت کی خفیہ برانچ ہے جس تعلق روحانیت سے ہے۔ یہ برانچ اپنے افکار کے لحاظ سے ایک علیحدہ سکول ہے یہ سوچ کا ایک ایسا محور ہے جو توریت (حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی پانچ کتابیں) اور یہودیت کے متعلق دوسری تحریروں کے پوشیدہ اور خفیہ مطالب کے سربستہ رازوں سے پردہ ہٹانے کی کوشش کرتی ہے۔

کبالا پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حتیٰ کہ توریت سے بھی قدیم ہے۔ اللہ پر

ایمان نہ رکھنے والی تعلیمات توریت کے نزول کے بعد بھی رہیں اور یہودیت کے پیروکاروں کے درمیان پھیلتی رہیں۔

ہزاروں سالوں سے کبالا کالے جادو کے طریقوں کا ماخذ رہا ہے اور صرف یہودی طبقے میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں اس کے ماننے والے موجود ہیں۔ ایسا ہی ایک گروپ ٹمپلرز تھے جنہوں نے غیر معمولی طاقتوں کے حصول کے مقصد کی خاطر کبالا کے متعلق تحقیقی کام کیا۔

آنے والے اسباق میں ٹمپلرز کے یروشلم اور یورپ میں مقیم کبالا کے ماننے والوں کے ساتھ مسلسل تعلق میں گہری دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

حکم نامے کی ترویج

ٹمپلرز کی صفوں میں نئے ممبروں کے داخلے کے ساتھ ہی ٹمپلرز نے بہت جلد ترقی کی منازل طے کیں۔۔ 1120ء میں فولگیوز ڈی اینجرز ٹمپلرز کا امیر بنا۔ پھر 1125ء میں ہیگو شیمپین کا کاؤنٹ بنا۔ ٹمپلرز کے نظم میں موجود کرنٹ اور ان کی روحانی تعلیمات نے ٹمپلرز کی کونسل کے اجتماع میں پاپائیت نے سرکاری طور پر ٹمپلرز کی آرگنائزیشن کو تسلیم کر لیا جس نے ان کی ترقی کے عمل کو بام عروج تک پہنچا دیا۔

پاپائیت کی طرف سے تسلیم کیے جانے پر، گرینڈ ماسٹر ہیوز ڈی پینز نے پانچ امرا کے ہمراہ پاپ ہونیرس دوئم کے ساتھ ملاقات کے لئے دورہ کیا۔ گرینڈ ماسٹر نے پوپ کی خدمت میں دو خطوط پیش کئے جن میں سے ایک یروشلم کے پیٹری آرچ اور دوسرا بائیوڈوئن دوئم کی طرف سے تھا۔ ان خطوط میں ٹمپلرز کی تنظیم کے مقاصد، عیسائیوں کے لئے کی جانے والی خدمات اور دوسرے کئی اچھے کاموں کا تذکرہ تھا۔ 13 جنوری 1128ء میں ٹرائیز کی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں چرچ کے اعلیٰ سطح کے لوگ شامل تھے۔ ان میں سیٹا کا ایبٹ، اسٹھنیا ہارڈ نگ، ہیرنارڈ اور کلیر واکس کا ایبٹ شامل تھے۔ گرینڈ ماسٹر نے ایک دفعہ پھر اپنا کیس پیش کیا۔ یہ متفقہ طور پر طے پایا کہ چرچ ٹمپلرز کی تنظیم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غریب ساتھیوں کے نام سے منسوب کر کے سرکاری طور پر تسلیم کرے گا۔ برنارڈ کو ٹمپلرز کے لئے قانون تیار کرنے کا کام سونپا گیا۔ اس طرح تنظیم کا قیام سرکاری طور

پر عمل میں آیا۔ تنظیم کی ترقی میں بلاشبہ ایک شخص کا کردار سب سے اہم تھا۔ یہ شخص سینٹ برنارڈ (1153 - 1090) تھا جو 25 سال کی عمر میں کلیر واکس کا ایبٹ بننے کے بعد، ترقی کر کے چرچ کے ترجمان کے معزز عہدے تک پہنچا۔ برنارڈ تنظیم کے بانیوں میں سے ایک آندرے ڈی مونٹ بارڈ کا کزن تھا۔ ٹمپلروں کے لئے قانون سیسٹیرین تنظیم کے اصولوں کو سامنے رکھ کر تحریر کیا گیا تھا۔ سینٹ برنارڈ کا تعلق اسی تنظیم سے تھا۔ ٹمپلرز نے اس روحانی تنظیم کی آرگنائزیشن اور قوانین کو اپنا لیا لیکن قانون کو تحریر کئے جانے اور تسلیم کرنے پر بھی یہ قانون مزید آگے نہ بڑھ سکا۔ چرچ نے جن باتوں سے منع کیا تھا، ٹمپلرز نے انہی غیر عیسائی حرکتوں کا ارتکاب کیا۔

یہ یقیناً ممکن نظر آتا ہے کہ برنارڈ کو دھوکہ دیا گیا۔ وہ ٹمپلرز کے بارے میں سچائی نہیں جانتا تھا جنھوں نے سارے عیسائی یورپ میں برنارڈ کے اثر و رسوخ کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور اسے اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا۔ برنارڈ نے "نئے امراء کی تعریف میں" (Ve laude naree Militae) ایک تعریفی مضمون کا تب تحریر کیا۔ ایسا اس نے گرینڈ ماسٹر ہیوز ڈی پینز کی مسلسل درخواست پر کیا۔ اس وقت وہ سینٹ برنارڈ پوپ کے بعد عیسائی دنیا کا دوسرا بااثر شخص تھا۔ برنارڈ کی اس تحریر نے ساری عیسائی دنیا میں طوفان برپا کر دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ٹمپلرز میں بھرتی ہونے والے افراد کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو گیا ساتھ ہی ٹمپلرز کو تمام یورپ کے بیرنوں اور حکمرانوں کی طرف سے عطیات، تحائف اور پھول بھیجے جانے لگے، جلد ہی 9 امراء پر مشتمل ایک چھوٹا سا گروہ منافع کمانے والے ادارے میں تبدیل ہو گیا۔ اس تحریر کی بدولت، ٹمپلرز نے ایسے فوائد حاصل کئے جن کی دوسری تنظیموں کے مقابلے میں پہلے نظیر نہیں ملتی۔ ایلن بٹلر اور سٹیفن ڈیفو کی تحقیق کے مطابق، یہ تنظیم وسطی یورپ میں سب سے کامیاب فوجی، مالی اور کمرشل آرگنائزیشن تھی

ایسی شہرت نے ٹمپلرز کے سرمائے اور مالی وسائل میں لامحدود اضافہ کر دیا۔ ان کے پاس دس ہزار کے قریب تربیت یافتہ ملازمین کی تعداد موجود تھی۔ نئی بھرتی کے علاوہ رقوم کی پیش کش اور زمین جیسے عطیات دور، نزدیک سے آ رہے تھے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے پریس بائی ٹیرن چرچ، محلات، فارمز تعمیر کئے گئے جن پر ان ٹمپلر امراء اور ان کے ملازمین کا قبضہ تھا ٹمپلرز نے نئے جہاز تیار کروائے جو سوداگروں اور جنگجو دونوں کے لئے استعمال کئے جا سکتے تھے۔ اسی عرصے میں انہوں نے شہرت یافتہ جنگجو، سیاح، بینکار اور اپنے وقت کے مالی امور کے ماہر پیدا کئے۔ المختصر قصہ ٹمپلرز ایک ایسی خود مختار تنظیم تھی جو صرف پوپ کو جواب دہ تھی ان پر کسی بادشاہ، حکمران یا ڈیویسز کو کسی قسم کے واجبات کی ادائیگی کرنے کی کوئی پابندی نہ تھی۔ ان کی دولت روزافزوں بڑھتی چلی گئی۔ مقدس سرزمین پر، تنظیم کی طاقت افسانوی تھی اور تاریخ کا یہ سفر ایکر (Acre) کے زوال (1291) تک جاری رہا۔ وہ یورپ سے فلسطین کی طرف جانے والے زائرین کے استعمال کردہ سمندری راستوں کو کنٹرول کرتے تھے لیکن یہ ٹمپلرز کے مجموعی افعال کا عشر عشیر ہی تھا۔

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غریب پیروکاروں کی حیثیت سے منظر پر نمودار ہوئے تھے لیکن کوئی بھی تحقیق اسے سچ ثابت نہیں کر سکتی۔ ٹمپلرز کی صفوں میں یورپ کے امیر ترین لوگ اور لندن اور پیرس سے تعلق رکھنے والے ممتاز بینکار شامل تھے۔ ان کے خریداروں میں کیسٹائل کا بینک الفانسو ڈی پوئیٹرز اور آرٹیوس کا رابرٹ شامل تھے۔ آراگون کے جیمز اول کا وزیر خزانہ، نیپلز کا چارلس اول اور لوئی سات کلے میئر تمام کے تمام ٹمپلرز تھے۔

1147ء تک 700 امراء اور تنظیم سے تعلق رکھنے والے 2400 ملازم یروشلم میں تعینات تھے۔ اس وقت کی دریافت دنیا میں، 3468 محلات ٹمپلرز کی ملکیت بن چکے

تھے۔ انہیں نے زمینی اور سمندری راستوں پر تجارتی چوکیاں قائم کی تھیں اور جن جنگوں میں ٹمپلرز نے شرکت کی تھی ان سے مال غنیمت حاصل کرتے تھے۔ یورپین ریاستوں میں ٹمپلرز ایک سیاسی قوم کے طور پر تسلیم کیے جاتے تھے۔ اور ان کی خدمات حکمرانوں کے درمیان تنازعہ کی صورت میں لی جاتی تھیں۔

ایک اندازے کے مطابق 13 ویں صدی میں ٹمپلرز کی تعداد 1,60,000 ہو گئی تھی جن میں 20,000 امراء تھے جو اس وقت کی سپر پاور شمار ہوتے تھے۔ ہر طرف ٹمپلرز ہی ٹمپلرز نظر آتے تھے حتی کہ انگلستان کا میگنا کارٹا دستخط کرنے میں بھی ان کا کردار نہایت اہم تھا۔

کثیر تعداد میں مال، دولت اکٹھی کرنے کی وجہ سے، وہ اپنے وقت کے طاقتور بینکار اور مغرب کی سب سے بڑی لڑاکا قوت تھے۔ ٹمپلرز کیتھڈرلز کی مالی امداد کرتے تھے۔ بین الاقوامی لین دین میں مڈل مین کا کردار ادا کرتے تھے حتی کہ یورپ کے شاہی خاندانوں کے انتظام، انصرام کی غرض سے عدالتی نمائندہ فراہم کرتے تھے۔
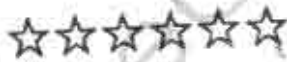
تنظیم کا ڈھانچہ

ٹمپلرز کی تنظیم کا ایک اہم پہلوان کا ''رازداری'' پر خصوصی زور ہے۔ تنظیم کے مقاصد اور مالی خود مختاری کے حصول کے دوسو سالوں میں، انہوں نے رازداری کے اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ یہ کسی بھی منطق، وجہ یا عقلی اعتبار سے درست نظر نہیں آتا۔ اگر وہ واقعتاً کیتھولک چرچ سے وفادار ہوتے تو انہیں اس رازداری کی چنداں ضرورت نہ ہوتی۔ تمام یورپ پاپائیت کی حاکم اعلیٰ کے ماتحت تھا۔ اگر وہ صرف عیسائی تعلیمات کی پاسداری کر رہے ہوتے تو انہیں کچھ بھی چھپانے کی ضرورت نہ تھی اور کسی بھی بات کو صیغہ راز میں رکھنا بلا جواز تھا۔ اگر آپ چرچ کے اصولوں کی تعمیل کر رہے ہیں اور آپ کا مشن عیسائیت کا دفاع ہے تو بنیادی اصول یہ ہے کہ رازداری کیوں اختیار کی جائے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ ایسی سرگرمیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں جو چرچ کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ تنظیم کی درجہ بندی میں نظم و ضبط پر بڑی سختی سے عملدرآمد کروایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے اسے ''حکم کی ایک کڑی'' کہا جا سکتا ہے۔ ٹمپلر کے قانون کی رو سے، گرینڈ ماسٹر اور تنظیم کے ماسٹرز کی اطاعت اور فرمانبرداری مقدم تھی۔

اگر ماسٹر یا اس کے کسی منتخب کردہ شخص کی طرف سے کوئی حکم دیا گیا ہوتا تو اس کا مطلب تھا کہ اس حکم کو اللہ کا حکم سمجھا جائے اور بلاتردد سرانجام دیا جائے۔ ٹمپلرز کو ذاتی جائیداد بنانے کی اجازت نہ تھی۔ ہر چیز تنظیم کی ملکیت تھی۔ ان کا اپنا ایک مخصوص لباس ہوتا تھا۔ وہ سفید رنگ کا لمبا چوغہ زیب تن کرتے تھے جس پر سرخ رنگ سے مزین صلیب بنی

ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے انہیں "ٹمپلرز" کہا گیا۔ وہ جہاں بھی گئے پوپ یوجین سوئم نے تنظیم کے لئے سرخ صلیب کی علامت مخصوص کی تھی۔ ٹمپلرز کی تین کلاسیں ہوتی تھیں۔

(1) امیر امراء

(2) مختلف عہدوں پر فائز جنگجو

(3) خادمین

ان کے چند قوانین شادی کی ممانعت، رشتہ داروں کے ساتھ خط، کتابت یا ذاتی زندگی کے متعلق تھے۔ کھانا اجتماعی طور پر اکٹھے کھایا جاتا تھا۔ جیسا کہ ان کی ایک مہر سے ظاہر ہے جس میں دو امراء کو ایک گھوڑے پر بیٹھے دکھایا گیا ہے۔ دکھانے کا مقصد ان کے اپنے کاروبار کو مل کر سر انجام دینا، ہر بات پر ایک دوسرے کو شریک کرنے اور ایک ہی برتن میں کھانا شامل ہیں۔

وہ ایک دوسرے کو اپنا بھائی کہہ کر بلاتے تھے۔ ہر ٹمپلر کو 3 گھوڑے اور ایک نوکر رکھنے کا حق تھا۔ ان قوانین میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کی صورت میں سخت سزا دی جاتی تھی۔ ٹمپلرز صفائی، ستھرائی کو بکی تصور کرتے تھے چنانچہ ٹمپلرز شاذو نادر ہی جسم کی صفائی کرتے تھے اور اسلحے کے اپنے پہناوے کی گرمی کے پسینے میں ڈوبے پھرتے رہتے تھے۔

تاریخ کے مطابق ٹمپلرز بہت اچھے جہاز راں تھے انہوں نے مقدس سرزمین میں بسنے والے عربوں اور یہودیوں سے نقشے حاصل کئے تھے اور حساب اور جیومیٹری کی سائنس کا جو علم سیکھا تھا اس کی مدد سے انہوں نے نہ صرف یورپ اور افریقہ کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ بلکہ دور دراز کی سرزمینوں کا مشاہداتی دورہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم میں داخلے کا طریقہ

تنظیم میں داخلے کے خواہش مند کو بعض شرائط پوری کرنا پڑتی تھیں ۔ان شرائط میں ،آدمی کی صحت کا اچھا ہونا،شادی شدہ نہ ہونا،کسی دوسری تنظیم کی طرف سے پابند نہ ہونا اور تنظیم کا ایک خادم اور غلام بننے کو قبول کرنا شامل تھا۔

ابتدائی رسم ایک گنبد نما چیمبر میں منعقد کی جاتی تھی۔ یہ گنبد مقدس ہیکل سے ملتا جلتا تھا۔ یہ رسم مکمل رازداری سے ادا کی جاتی تھی جیسے فری میسنری صدیوں پہلے اس رسم میں خفیہ رسومات ادا کی جاتی تھیں۔میسن ٹیومین بیو کوگلو لے اپنے ایک مضمون ٹمپلرز اور فری میسنز میں 1128ء کے تنظیم کے اقتدار کے متعلق کیا۔

ماسٹر تنظیم کے بھائیوں کے اجتماع سے خطاب کرتا تھا۔ پیارے بھائیو! آپ میں سے کچھ نے تجویز کیا ہے کہ مسٹر X کو تنظیم میں شامل کیا جائے۔اگر آپ میں سے کسی کے پاس مخالفت کی کوئی وجہ ہو تو بھی ایسا کہہ دیں۔

اگر مخالفت میں کچھ نہیں کہا جاتا تو امیدوار کو ٹمپل کے ملحقہ چیمبر میں لے جایا جاتا۔اس چیمبر میں،امیدوار کو تین سینئر بھائی ملنے آتے اور مشکلات اور سختیاں جو تنظیم میں شامل ہونے پر اس کو درپیش آسکتی تھیں بتائی جاتی تھیں۔اس کے بعد اس سے دریافت کیا جاتا تھا کہ آیا وہ اب بھی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہے اگر اس کا جواب ''ہاں'' میں ہوتا تو پوچھا جاتا کہ وہ شادی شدہ ہے یا اس رشتے کے بندھن کے لئے بک ہو چکا ہے؟اس کے دوسری تنظیموں سے روابط ہیں؟ وہ کسی خاص شخصیت کا شکر گزار ہے؟ اچھی صحت کا حامل

ہے اور آیا وہ غلام ہے یا نہیں؟

اگر ان سوالوں کے جوابات تنظیم کے نظریات اور ضروریات کے ساتھ مطابقت رکھتے تو سینئر بھائی مندر واپس جا کر اعلان کرتا کہ ہم نے امیدوار کو تمام مشکلات اور تنظیم میں داخلے کی شرائط سے آگاہ کیا لیکن وہ تنظیم کا پیروکار (غلام) بننے پر اصرار کر رہا ہے۔ ٹمپل میں دوبارہ داخلے سے پہلے، امیدوار سے پھر پوچھا جاتا تھا کہ وہ ابھی تک تنظیم میں داخلے پر مصر ہے۔ اگر اس کا جواب "ہاں" میں ہوتا تو گرینڈ ماسٹر امیدوار سے اس طرح مخاطب ہوتا: بھائی! تم ہم سے بہت زیادہ طلب کر رہے ہو، آپ نے تنظیم کا بیرونی حصہ دیکھا ہے اور تم امید کرتے ہو کہ تمہیں صاف ستھرے گھوڑے، معزز ہمسائے، اچھی خوراک اور عمدہ لباس میسر آئے گا، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ ہماری شرائط کس قدر سخت ہیں؟ ممکنہ مشکلات کی ایک طویل فہرست جو امیدوار کی منتظر ہوتی تھی۔ گرینڈ ماسٹر کہتا چلا جاتا تھا کہ تمہیں دولت اور مرتبے پر زور نہیں دینا چاہئے۔

اگر امیدوار متفق ہوتا تو اسے دوبارہ ٹمپل سے باہر لے جایا جاتا تھا۔ گرینڈ ماسٹر بھائیوں سے پوچھتا تھا کہ انہیں امیدوار کے بارے میں کچھ کہنا تو نہیں ہے؟ اگر امیدوار کے خلاف کچھ نہیں کہا جاتا تو اسے واپس لایا جاتا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھنے کا کہا جاتا اور بائبل دے دی جاتی تھی۔ اس سے پوچھا جاتا کہ آیا وہ شادی شدہ ہے؟ اگر اس کا جواب "نہیں" میں ہوتا تو امیدوار سے حلف لینے کے لئے کہا جاتا تھا کہ وہ تنظیم اور اپنے بھائیوں سے مرتے دم تک وفادار رہے گا اور ٹمپل میں ادا کیا جانے والا ایک لفظ بھی باہر کی دنیا تک نہیں پہنچائے گا۔ حلف اٹھائے جانے کے بعد، گرینڈ ماسٹر نئے آنے والے بھائی کو ہونٹوں پر چومتا ہے (اور ایک دوسرے ذریعے کے مطابق وہ پیٹ اور گردن پر چومتا ہے) پھر اسے ٹمپلر کا چوغہ اور ایک بیلٹ دے دی جاتی ہے جسے کبھی نہیں اتارا جاتا۔

سود خور عیسائی

ایلن بٹلر اور سٹیفن ڈیفو کے مطابق ٹمپلر ز مالی امور کے ماہر تھے۔ وہ ایسے تجارتی طریقے بروئے کار لاتے تھے جو اس زمانے کے یورپ کے اعتبار سے نئے تھے۔ انہوں نے یہ تکنیکی صلاحیتیں یہودیوں سے سیکھی تھیں لیکن ان کے پاس اپنی مالی سلطنت کو پھیلانے کی اس قدر آزادی تھی کہ یہودی تاجر بھی حسد کا شکار ہو جاتے تھے۔

اگر چہ سود کو سختی سے منع کیا گیا تھا لیکن وہ دولت کو منافع (سود) پر ادھار دینے سے نہیں گھبراتے تھے۔ ٹمپلر ز نے دولت کا اس قدر انبار لگا لیا تھا جس کی وجہ سے طاقت آئی اور پھر اس طاقت کی بدولت کوئی شخص ان کے خلاف زبان کھولنے یا کوئی حرکت کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ اس ماحول نے ان کے دماغ خراب کر دیئے اور وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ وہ پوپ اور بادشاہوں کی کھلم کھلا نافرمانی کر دیتے تھے اور بعض معاملات میں تو ان کی اتھارٹی (حاکمیت) کو چیلنج کر دیتے تھے۔

مثال کے طور پر 1303ء میں ان کی تنظیم کے دیوالیہ ہونے کے چند سال پہلے، انہوں نے فرانسیسی بادشاہ فلپ چہارم کی امداد کی اپیل مسترد کر دی۔ بعد میں ایک دوسری درخواست سن 1306ء میں کی گئی جس میں ٹمپلر ز کی تنظیم کو ہاسپٹلرز میں ضم کرنے کے لئے کہا گیا تھا لیکن اس تجویز کو بھی رد کر دیا گیا۔

12ویں صدی میں سفر کرنا ایک خطرناک کام تصور کیا جاتا تھا۔ سفر چاہے زمینی ہو یا سمندری ہر جگہ، ہر وقت ڈاکوؤں کی طرف سے لوٹے جانے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ ان

حالات میں نقد رقم اور دوسری قیمتی اشیاء کی تجارت کی غرض سے نقل وحمل خاصا مشکل کام ہوتا تھا۔ ٹمپلرز نے اس صورت حال میں بینکنگ کا ایک سادہ نظام وضع کیا۔ مثال کے طور پر اگر ایک کاروباری آدمی لندن سے پیرس جانا چاہتا تھا۔ پہلے وہ لندن میں ٹمپلرز کے دفتر میں جائے گا اور اپنی رقم ان کے حوالے کر دے گا۔ اس کے بدلے میں اسے ایک کاغذ دیا جاتا تھا جس پر کوڈز کی زبان میں پیغام درج ہوتا تھا، اس کے پیرس پہنچنے پر وہ یہ کاغذ کا نوٹ دے کر لندن میں ادا کی گئی اپنی رقم لے لیتا تھا۔ صرف فیس اور سود کی رقم منہا کی جاتی تھیں۔ اس طرح لین دین مکمل ہو جاتا تھا۔

تجارت پیشہ لوگوں کے ساتھ ساتھ، اہل ثروت زائرین نے بھی اس سسٹم کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

یورپ میں ٹمپلرز کی طرف سے جاری کردہ ''چیک''، فلسطین پہنچنے پر کیش ہو جاتے تھے۔ اس سروس کے لیے سود کی ایک بھاری رقم کاٹ لی جاتی تھی۔ ''ٹمپل اور لاج'' نامی کتاب کے معاون مصنفین مائیکل بجنٹ اور رجرڈ لائی ٹمپلرز کے معاشی پہلو کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جدید بینکاری کو ٹمپلرز سے منسوب کرنا غلط نہ ہوگا اور سرمایہ داری کے عالمی نظام کے ابھرنے تک کسی اور آرگنائزیشن نے اس سلسلے میں کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا تھا۔ تاریخی کے مؤقف کے مطابق، فلورینٹائن بینکاروں نے اکاؤنٹس کی پڑتال کا نظام ''وضع'' کیا تھا جبکہ ٹمپلرز رقوم کے تبادلے کا مذکورہ طریقہ اس سے پہلے ہی استعمال کر رہے تھے۔ اسے ایک تسلیم شدہ حقیقت مانا جاتا ہے کہ سرمایہ داری کا نظام سب سے پہلے ایمسٹرڈم کی یہودی کمیونٹی سے ابھرا لیکن ان سے کافی عرصہ پہلے، ٹمپلرز نے اپنا پرانا سرمایہ داری طریقہ یعنی سود کی بنیاد پر بینکنگ قائم کیا تھا۔ وہ رقم 60 فیصد کی شرح سود پر ادھار دیتے تھے اور یورپ کی معیشت میں دولت کے بہاؤ اور شرح کے بڑے حصے پر مکمل کنٹرول رکھتے تھے۔

آج کے جدید بینک کے طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ٹمپلرز نے تجارت اور بینکنگ کے علاوہ عطیات اور جنگی معرکوں سے بھی منافع کمایا اور ایک بین الاقوامی کمپنی کی طرح امیر کبیر ہو گئے۔

ایک وقت وہ تھا جب انگریزی اور فرانسیسی سلطنتوں کے مالیاتی امور پیرس اور لندن میں واقع ٹمپلرز کے دفاتر سے کنٹرول ہوتے تھے اور فرانسیسی اور انگریز شاہی خاندان ٹمپلرز کی کثیر رقوم کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ یورپ کے بادشاہ واقعتاً ٹمپلرز کے رحم و کرم پر تھے اور اپنے معاملات چلانے کے لئے ٹمپلرز سے رقوم ادھار لینے کے منتظر رہتے تھے۔ اس طرح ان کا زیادہ انحصار تنظیم پر ہوتا تھا۔ اس نے ٹمپلرز کو من مانی کرنے اور قومی پالیسیوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کھلی چھٹی دے دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ٹمپلرز کی پراسراریت اور گوتھک طرزِ تعمیر

سینٹ برنارڈ کی پشت پناہی سے اینوسینٹ دوئم کو پوپ منتخب کیا گیا۔ پوپ کے
مسند پر بیٹھتے ہی اس نے ٹمپلرز کو اپنے چرچ بنانے اور چلانے کا حق عنایت کیا۔ چرچ کی
تاریخ میں ایسا واقعہ پہلی دفعہ ہوا تھا۔ اس سے پہلے چرچ نے واحد حاکمیت اعلیٰ کے نظریے
کے تحت حکومت کی تھی۔ ٹمپلرز کو یہ اعزاز ملنے کا مطلب یہ تھا کہ ٹمپلرز صرف پوپ کو جواب
دہ ہوں گے اور بادشاہ اور دوسرے حکمرانوں کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گے۔ اب اجازت
ملنے کے بعد، پاپائیت کی طرف ان کی ذمہ داریاں کم ہو گئیں۔ ان کو عدالت لگانے، ٹیکسوں
کے نفاذ اور وصولی کرنے کی سہولت حاصل ہو گئی۔ اس طرح وہ اپنی دنیاوی خواہشات چرچ
کے دباؤ سے آزاد ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے تھے۔

اپنے علیحدہ گرجا گھروں کی تعمیر کے لئے کی گئی منصوبہ بندی میں انہوں نے اپنے
لئے ایک مخصوص طرزِ تعمیر اپنایا جسے بعد میں ''گوتھک'' کا نام دیا گیا۔

گراہم ہنکوک ''سائن اور سیل'' نامی تصنیف میں لکھتا ہے کہ گوتھک کا جنم
1134ء میں چارلٹرس کیتھڈرل کے شمالی مینار کی تعمیر کے ساتھ ہی ہوا۔ نئی طرزِ تعمیر کے اس
کام کے پیچھے جو شخص تھا وہ ٹمپلرز کا مذہبی رہنما سینٹ برنارڈ تھا۔ اس نے اس طرزِ تعمیر میں
کبالا سوچ اور ایسوٹیریزم (خفیہ رسم و رواج و رسومات) کے نظریہ کو اجاگر کرنے کو اہمیت
دی جن کی ٹمپلرز نہایت تعظیم کرتے تھے۔ گراہم ہنکوک نے لکھا کہ سینٹ برنارڈ نے
گوتھک طرزِ تعمیر کے فارمولے کے ارتقاء اور پھیلاؤ میں شاندار کردار ادا کیا۔ بعد میں تمام

عمارات اسی طرز تعمیر پر تیار کی گئیں۔ عمارت کا تمام تر ڈیزائن نہایت محتاط انداز میں اس طرح تیار کیا گیا کہ مذہبی پر اسراریت مزید گہری ہو۔ مثال کے طور پر ماہر تعمیرات اور مستریوں نے اس عظیم عمارت کے مختلف اہم حصوں میں انگریزی حروف تہجی کے الفاظ کی بجائے "مبہم وزبان کے سائفر" استعمال کئے۔ اسی طرح فن بت تراشی اور کندہ کاری کے چمکیلے کام نے جو چرچ کی مذہبی جماعت کی ہدایت پر کیا جاتا تھا انسانی فطرت کے متعلق، اس کے ماضی اور بتوں سے وابستہ اقوال جیسے پیچیدہ پیغامات کو مختلف آلات اور ڈیزائنوں کی مدد سے چھپا دیا تھا۔

اوپر کی طرف اٹھی ہوئی چھتیں اور محرابیں گوتک طرز تعمیر کے اہم فیچرز تھے جن کی جھلک 20 ویں صدی میں تعمیر ہونے والے چارٹر میں اور دوسرے فرانسیسی کیتھڈرلز میں نظر آتی ہے۔ انہیں بلاشبہ سائنٹیفک قرار دیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حطین کی جنگ

1186ء میں لاطینی بادشاہ بالڈون اول کی وفات کے بعد، گائے ڈی لوزنین فلسطین کے تخت پر وارد ہوا۔ اسے نظریاتی طور پر ٹمپلرز کے نزدیک سمجھا جاتا تھا۔ انٹی اوک کا شہزادہ رینالڈ ڈی چیٹلین نئے بادشاہ کا ایک قریبی حلیف تھا۔ دوسری طرف صلیبی جنگ میں لڑائی کے بعد، رینالڈ فلسطین میں ہی رہ گیا تھا جہاں وہ اور ٹمپلرز اچھے دوست بن گئے۔ رینالڈ کے مظالم مقدس سرزمین میں زبان زد عوام تھے۔ 4 جولائی 1187ء میں صلیبی لشکروں نے حطین کے مقام پر خونریز جنگ لڑی۔ فوج بیس ہزار پیدل اور ایک ہزار گھڑ سوار دستوں پر مشتمل تھی۔ فوج کو بارڈر اور قصبوں کے وسائل کے ساتھ ساتھ پھیلا دیا گیا۔ اس طرح دوسرے دشمن فوج کے آمنے سامنے آ کر لقمہ اجل بن گئے۔ اس جنگ کا اختتام صلیبیوں کی وسیع پیمانے پر ہلاکت پر منتج ہوا۔ اکثریت نے زندگی سے ہاتھ دھو ڈالے، جو بچے قیدی بنا لئے گئے، جنگی قیدیوں میں گائی بادشاہ اور عیسائی فوج کے نمایاں کمانڈر شامل تھے۔

ٹمپلرز کے اپنے ریکارڈ کے مطابق مسلمان فوجوں کا عظیم سپہ سالار صلاح الدین انصاف پسند اور سچا انسان تھا۔ اس کے باوجود فلسطین کی مسلم آبادی کے ساتھ عیسائی حاکموں نے پچھلے سو سالوں میں ظالمانہ سلوک روا رکھا تھا۔ فتح کے بعد عیسائیوں کی شکست خوردہ فوج کے ساتھ کوئی غلط رویہ اختیار نہ کیا گیا۔ عیسائیوں کی ایک کثیر تعداد کو معافی دے

دی گئی۔ مسلمان آبادی پر کیئے گئے وحشیانہ حملوں کے ذمہ دار ٹمپلرز تھے۔ اسی وجہ سے صلاح الدین نے ٹمپلرز کے ساتھ سخت رویہ اپنایا۔ تنظیم کے گرینڈ ماسٹر اور رینالڈ دی چیٹلین کو اس کے غیر انسانی ظالمانہ اقدامات کی سزا کے طور پر تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ گائی بادشاہ کو نابلوس کے شہر میں ایک سال کی قید کے بعد آزاد کر دیا گیا۔

حطین کے مقام پر فتح کے بعد صلاح الدین اپنی فوج کے ساتھ آزاد یروشلم کی طرف بڑھا۔ شدید نقصانات کے باوجود، ٹمپلرز فلسطین میں شکست سے بچ گئے تھے۔ انہوں نے دوسرے عیسائیوں کے ساتھ یورپ کی راہ لی۔ زیادہ تر فرانس کی طرف نکل گئے جہاں انہوں نے اپنی پروقار عہدوں کی بدولت اپنی قوت اور دولت بڑھانا جاری رکھا۔ بہت جلد وہ بہت سے یورپین ممالک میں ''ریاست کے اندر ریاست'' کا درجہ اختیار کر گئے۔

سن 1291 میں مسلمانوں نے فلسطین میں صلیبیوں کے آخری مضبوط گڑھ ایکر پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی زائرین کی حفاظت کے ضمن میں ٹمپلرز کی مقدس سرزمین پر موجودگی کا مقصد بھی غائب ہو گیا۔ اب ٹمپلرز اپنی تمام تر توجہ اور کوششیں یورپ پر مرکوز کر سکتے تھے لیکن نئی صورت حال سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے تھوڑے وقت کی ضرورت تھی۔ تبدیلی کے اس دور کے دوران، انہوں نے یورپ کے شاہی گھرانوں میں موجود اپنے دوستوں کو استعمال کیا اور ان کی مدد پر انحصار کیا۔ ان دوستوں میں سے مشہور دوست شیر دل رچرڈ تھا۔ اس کے تعلقات ٹمپلرز کے ساتھ ایسے تھے کہ اسے اعزازی ٹمپلر امیر کا خطاب دیا گیا۔ علاوہ ازیں رچرڈ نے قبرص کا جزیرہ ٹمپلرز کو بیچ دیا تھا اور اسی جزیرے کو ان کی تنظیم کی عارضی بیس بننا تھا جبکہ انہوں نے مصر میں پہلے ہی اپنی پوزیشن خاصی مضبوط کر رکھی تھی۔ اس جوڑ توڑ کا مقصد فلسطین میں اٹھائے گئے نقصانات کا پلڑا برابر کرنا تھا۔

قبرص: ایک عارضی بیس

قبرص اور ٹمپلرز کی تنظیم کے مابین تعلق کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان واقعات کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے جن کا نتیجہ تیسری صلیبی جنگ کی صورت میں نکلا۔ 4 جولائی 1187ء تک یروشلم فتح ہو چکا تھا۔ گائی ڈی لوزیکان کو اسی دن قیدی بنا لیا گیا اور ٹھیک ایک سال بعد مسلمانوں پر دوبارہ حملہ نہ کرنے کا حلف لے کر آزاد کر دیا گیا۔

جرمنی، فرانس اور انگلستان نے یروشلم کو واپس حاصل کرنے کے لئے تیسری صلیبی جنگ شروع کرنے کا مشترکہ فیصلہ کیا لیکن مقدس شہر پر حملہ کرنے سے پہلے، انہوں نے کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے سب سے پہلے کسی بندرگاہ پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ وہاں فوجی دستے اور رسد کا سامان رکھا جا سکے۔ اس کام کے لئے ایکر کا انتخاب کیا گیا اور فرانس کے بادشاہ فلپ اور انگلستان کے بادشاہ رچرڈ نے اپنا سمندری سفر شروع کر دیا۔

جب بادشاہ رچرڈ کی بحری فوجوں نے قبرص لے لیا تو ٹمپلر ماسٹر رابرٹ ڈی سیبل حاضر ہوا اور تجویز پیش کی کہ قبرص کو رچرڈ شیر دل سے خرید لیا جائے۔ چنانچہ سکہ رائج الوقت بازنطیہ کی سونے کی کرنسی میں ایک لاکھ پینٹس قیمت سکہ رائج الوقت مقرر ہوئی۔ ڈی سیبل نے پیشگی ادائیگی کے طور پر 40,000 ہزار پینٹس ادا کیے۔ حطین کی تاریخی شکست کے فوراً بعد اتنی بڑی رقم کا دستیاب ہونا ٹمپلرز کی مالی طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔

1291ء میں ایکر مسلمان فوج کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ جیسے ہی فلسطین میں عیسائیوں کی موجودگی کا خاتمہ ہوا، ٹمپلرز نے بھی انخلا شروع کر دیا۔ کچھ قبرص میں مقیم

ہو گئے تا کہ Mediterranean میں موجود عارضی بیس میں خدمات سرانجام دے سکیں۔ ٹمپلرز ایک ایسی بادشاہت کے حصول کے متمنی تھے جیسی گیٹوتک امراء نے اپنے لئے شمالی یورپ میں قائم کی تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ ٹمپلرز ایسی ہی ایک بادشاہت وسطی یورپ اور ترجیحاً فرانس میں چاہتے تھے۔ یورپ میں موجود باقی ٹمپلرز نے فرانس میں مقیم اپنے ماسٹر کی رہنمائی میں معمول کی سرگرمیاں غیر معمولی آزادی کے ساتھ جاری رکھیں۔ گرینڈ ماسٹر بادشاہوں جیسی شان وشوکت کے حامل تھے۔ ٹمپلرز دنیائے عیسائیت میں ڈنمارک سے اٹلی تک بہت سے ممالک میں زمینوں کی ملکیت تھے۔ ایک عظیم جنگجو فوج نے ان کو سیاسی طاقت کے لئے بنیاد فراہم کی کیونکہ یورپ کے تمام حکمران خاندان ٹمپلرز کے مرہون منت تھے۔ ٹمپلرز کو نقصان پہنچنے کا مطلب تھا کہ ان کا مستقبل خطرے میں تھا۔

انگلستان کا تاج وتخت تنظیم کا مرہون منت تھا اور 1160- 1166ء کے درمیان جان بادشاہ نے فوجی مہمات پر روپیہ پانی کی طرح بہایا اور خزانوں کے منہ کھول دیئے حتیٰ کہ خزانے خالی ہو گئے۔ یہی حال ہنری سوئم کا تھا جس نے ٹمپلر امراء سے ایک کثیر رقم قرضے کے طور پر لی تھی۔

فرانس میں حالت یہ تھی کہ پیرس میں ٹمپلرز کے دفاتر تنظیم اور ریاست دونوں کے لئے خزانے کا کام کرتے تھے۔ تنظیم کا خزانہ بادشاہ کا خزانہ تھا۔ شاہی خاندان کے گھریلو اخراجات کا انحصار ٹمپلرز پر تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ٹمپلرز کا زوال اور نقاب کا ہٹنا

16 جون 1291ء میں مقدس سرزمین سے عیسائیوں کی موجودگی ختم ہونے کے بعد، ٹمپلرز یورپ واپس چلے گئے۔ اگرچہ یورپین زائرین کے تحفظ کا بنیادی کام ختم ہو چکا تھا لیکن ٹمپلرز اپنی طاقت بڑھاتے چلے گئے۔ انہوں نے اپنی عددی قوت میں بے پناہ اضافہ کرنے کے لیے فوجیوں کی تعداد بڑھالی تاکہ وہ بوقت کے دھارے کو اپنے حق میں موڑ سکیں لیکن اس دن کے بعد، حالات ٹمپلرز کے خلاف چلنا شروع ہو گئے۔ جوں جوں ان کی تعداد اور دولت بڑھ رہی تھی۔ ان کا لالچ، غرور اور ظلم بڑھتا گیا۔ اس وقت تک ٹمپلرز امراء کیتھولک چرچ کی تعلیمات، عقائد اور افکار سے ہٹ کر کافی بڑھ چکے تھے۔ عام طور پر کوئی یورپین ان کی حمایت میں کچھ خاص نہیں کہتا تھا۔ فرانس میں ایک فقرہ اکثر چست کیا جاتا تھا کہ ٹمپلر کی طرح پینا۔ جرمنی میں ٹمپل ہاس کا مطلب ویئر ہاؤس لیا جاتا تھا اور اگر کوئی کڑوے غصیلے لہجے میں بات کرتا تو اسے کہا جاتا کہ "ٹمپلرز کی طرح مغرور" ہے۔

یورپ کی بادشاہتوں خاص طور پر فرانس میں ٹمپلرز کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور فریب کاریوں کے خلاف کافی غم وغصہ پایا جاتا تھا۔ ٹمپلرز کے ساتھ شناسائی کے بعد، لوگوں میں یہ احساس ابھرنا شروع ہو گیا تھا کہ ٹمپلرز کی تنظیم میں حقیقی مذہبی امراء انہیں ہیں۔ 1307ء میں فرانس کے بادشاہ فلپ دی فیئر اور پوپ کلیمنٹ پنجم نے محسوس کیا کہ ٹمپلرز صرف یورپ کا مذہبی نقشہ ہی نہیں بلکہ اس کا سیاسی توازن بھی تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ اکتوبر 1307ء میں انہوں نے اس سازشی اور غیر اخلاقی تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔

ٹمپلرز کا اصل چہرہ

معتدل تبلیغی اور عیسائیت کے پرچار کے لئے لڑنے والے، یہ وہ خصوصیات تھیں جو ٹمپلرز عام لوگوں کو اپنے بارے میں پیش کرتے تھے۔ غیر حقیقی طور پر انہیں فرشتہ صفت، عیسائیت کے مبلغ اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے تصور کیا جاتا تھا۔ یہ امر حیران کن ہے کہ عیسائی تعلیمات کے برعکس زندگیاں گزارنے کے باوجود انہوں نے کس طرح دوسروں کی نظر میں اپنے لئے مثبت انداز زندگی پیدا کیا جبکہ عزت، مرتبہ اور دولت عطیات، تجارت اور بینکنگ حتی کہ لوٹ کے ذریعے بھی حاصل کرتے تھے۔ چند ایک کو اگر ان کے صحیح چہرے شناخت ہو بھی گئے تو طاقت ور تنظیم کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہ کر سکے۔

18 ویں صدی کا ایک مصنف میسونک لکھتا ہے کہ "ٹمپلر زکو بے نقاب کرنا وقت کی آواز تھی"۔ وہ جنگجو جن کے ضمیر ابھی زندہ تھے، وہ نقصانات اور بدقسمتیوں کے سبب جنگوں سے تنگ آ چکے تھے جبکہ یہی جنگیں ٹمپلرز کے لئے مال غنیمت اور ہوس زر کا ایک زریں موقع ہوتی تھیں۔ اگر کچھ اچھے اقدامات کے سبب نمایاں بھی ہوتے تھے تو ان کا مقصد اس وقت فوت ہو جاتا تھا جب انہیں اپنی دولت اور اثاثے بڑھانے کا کوئی بھی موقع مل جاتا۔ جوڑ توڑ کی اس غارت گری میں وہ اپنے ہم عقیدہ عیسائیوں کی دشمنوں کے خلاف مدد اور تعاون سے انکار بھی کر دیتے تھے۔ کئی موقعوں پر انہوں نے ظالم اور سفاک قاتلوں کے شہزادے کے ساتھ اتحاد بھی کیا تھا۔

ٹمپلرز اپنے اقدامات اور اپنی تعلیمات کو پھیلانے میں اس قدر پر اعتماد تھے اور اپنے ناجائز مثبت معاشرتی مقام پر بھروسہ کرتے تھے جسے وہ معاشرے میں پیدا کر چکے تھے۔اسی اعتماد اور خودسری کے سبب وہ اپنے عملی اقدامات میں غیر محتاط اور لاپرواہ ہو چکے تھے۔یہی وجہ تھی کہ ان کی تخریب کارانہ سوچ کا پردہ زیادہ سے زیادہ لوگوں پر فاش ہونے پر، سرگوشیاں شروع ہوگئی تھیں۔

ٹمپلرز اپنے محلات کے بند دروازوں کے پیچھے جو کچھ بھی کرتے تھے، امراء کا لالچ، غیر انسانی رویہ اور دولت جمع کرنے کی ہوس چرچ سے تعلق رکھنے والے طبقے، حکمرانوں اور مقامی آبادی پر آشکارا ہو چکی تھیں۔پاپائیت کو یقین تھا کہ یہ گروپ جو غیر مذہبی زندگی گزار رہا تھا اور جو عزت، مرتبہ انہیں عطا کیا گیا تھا ان کا غلط استعمال کر رہا تھا۔کافی عرصے سے کنٹرول نہیں کیا جا سکا۔

ٹمپلرز کے بارے میں افواہیں اور شکایات پھیل چکی تھیں۔ ان کے بارے میں کافی مصدقہ اطلاعات تھیں جن میں الزام لگایا گیا تھا کہ ٹمپلرز ممنوعہ حرکات' افعال کے مرتکب ہوئے تھے۔یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے معاملات میں انتہا درجے کی رازداری برتتے تھے۔لوگ ٹمپلرز کے محلات میں ادا کی جانے والی خفیہ رسومات' شیطان کی پوجا کرنے کی رسومات اور بہت سے غیر اخلاقی تعلقات کے بارے میں سرگوشیاں کرنا شروع ہو گئے تھے۔

ان افواہوں کی اس وقت تصدیق ہوگئی جب ٹمپلرز کے محلات میں رہنے والے ملازموں اور قرب و جوار میں رہنے والے لوگوں نے آنکھوں دیکھے واقعات بیان کیے۔ان واقعات کے منظر عام پر آنے کے بعد پاپائیت شش و پنج کا شکار ہوگئی کہ کیا کیا جائے! کلیمنٹ پنجم جو سن 1305ء میں پوپ منتخب ہوا تھا عیسائیت اور ویٹیکن کو ان واقعات کی سیریز سے پہنچنے والے نقصان کا اندازہ کرنے اور اس کے اثرات کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔اسی وقت'

اسے علاقائی ڈیوسیز اور فرانسیسی بادشاہ کی طرف سے مسلسل دباؤ کا سامنا کرنا تھا۔ اسی دوران' جیکس ڈی مولے کو جو قبرص میں ٹمپلرز کا رہنما تھا اور جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا کیونکہ تنظیم نے ابھی تک مشرق وسطی کی مہم جوئی سے ہار نہیں مانی تھی فرانس واپس بلا لیا گیا اور اسے پوپ کی طرف سے ان الزامات کی تحقیقات کرنے کا کام سونپا گیا۔

یہ تمام حالات فرانسیسی بادشاہ کے لئے ناقابل قبول تھے۔ اس نے فوراً ایک نیا قانون منظور کیا جس کے تحت وہ ٹمپلرز کو گرفتار کر سکتا تھا۔ 13 اکتوبر 1309ء میں ان پر عدالتوں میں مندرجہ ذیل الزامات لگائے گئے:

(1) کہ افتتاحیہ تقریب میں' نئے بھائیوں کو حضرت عیسیٰ کا انکار کرنے اور کنوارا یا شیطان کو ماننے کا کہا گیا۔

(2) بھائیوں نے صلیب یا حضرت عیسیٰ کے تشخص کے بارے میں کئی غیر مذہبی حرکات کیں۔

(3) کہ استقبال کرنے والوں نے نئے آنے والوں کے منہ پر پیٹ یا پیٹھ پر غیر اخلاقی طریقے سے چوما۔

(4) کہ تنظیم کے پادریوں نے میزبان کو مقدس قرار نہیں دیا اور بھائی اس مقدس قرار دینے کی رسم کو نہیں مانتے تھے۔

(5) کہ بھائیوں نے بلی یا سر کے بت بنا کر ان کی پوجا کا ارتکاب کیا۔

(6) کہ بھائیوں نے حکومت کے خلاف بولنے کی حوصلہ افزائی کی۔

(7) کہ گرینڈ ماسٹر یا دوسرے حکام نے ساتھی ٹمپلرز کو ان کے گناہوں سے مکتی دے دی۔

(8) کہ ٹمپلرز اپنی افتتاحی تقریبات اور روزمرہ کے اجلاس خفیہ طور پر اور رات کے وقت منعقد کرتے تھے۔

(9) کہ ٹمپلرز نے مہمان نوازی اور غریب پروری کے حوالے سے عائد فرائض کا غلط استعمال کیا اور دولت جمع کرنے کے لئے غیر قانونی ذرائع استعمال کیے۔

ٹمپلرز کے عقیدے اور عمل میں تضاد

دستیاب کاغذات جن میں ٹمپلرز کے خلاف الزام لگائے گئے تھے اس بات کا عندیہ دیتے ہیں کہ ٹمپلرز کی تنظیم کوئی معمولی تنظیم نہ تھی۔ یہ ایک سیاہ ترین آرگنائزیشن تھی جن کے عقیدے اور عمل میں واضح تضاد تھا، یہ تنظیم عیاری اور مکاری کی دوررس حکمت عملی پر عمل کرتی تھی۔ یہ نہایت منظم ہردم تیار' بہترین منصوبہ ساز' خطرناک اور مستقبل پر گہری نظر رکھنے والی تنظیم تھی۔

مشرق وسطیٰ کے وقت سے' ٹمپلرز نے مختلف مذاہب کے ساتھ روحانیت کا نزدیکی تعلق قائم رکھا تھا۔ ان کے بارے میں عام کہا جاتا تھا کہ ان کے حشیشیر (اسامینوں) کے ساتھ قریبی روابط تھے۔ اس فرقے کو مسلمان گمراہ فرقہ تصور کرتے تھے۔ وہاں سے ٹمپلرز نے روحانی تعلیمات اور ظالمانہ حکمت عملیاں سیکھیں اور ساتھ ہی ساتھ فرقے یکجا کرنا بھی سیکھا۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ تنظیم کے کرتا دھرتاؤں نے کبالا کی روحانی تعلیمات کی بنیاد پر ابھرنے والے نظریات' افکار کو اپنا کر اپنی روزمرہ زندگی میں شامل کر لیا تھا۔ اس طرح عیسائیت پیچھے رہ گئی اور یوگرملز اور لوسیفیر ینز کا اثر ونفوذ بڑھ گیا۔ ٹمپلرز کے نظریے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خدا تھے (نعوذ باللہ من ذالک) جو کم یا بغیر کسی طاقت کے کسی دوسری دنیا میں حکومت کر رہے تھے۔ ہماری اس مادی دنیا کا مالک شیطان تھا۔

طویل عرصے تک پھیلی ہوئی افواہوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ ٹمپلرز کی طرف سے

تنظیم میں شرکت کے امیدواروں کو اللہ، عیسیٰ اور فرشتوں کا انکار کرنے کا کہا جاتا۔ ان سے غیر مذہبی حرکات کروائی جاتی تھیں اور انہیں مقدس صلیب پر تھوکنے اور پیشاب کرنے کا کہا جاتا تھا۔ منہ چوڑا کر کے چوما جاتا اور ابتدائی تقریب میں پرانے اور عمر رسیدہ ٹمپلرز نئے آنے والوں کے پیٹ پر اور کولہوں پر شرمناک طریقے سے بوسہ لیتے تھے۔ وہ کھلم کھلا ہم جنس برستی اور جنسی بدفعلی کا ارتکاب کرتے تھے اور شیطانی عمل پڑھ کر جادو کا عمل کرتے تھے۔ یہ تمام باتیں اس امر کا ثبوت تھیں کہ تنظیم عیسائیت کی توہین کرنے والا فرقہ بن چکی تھی۔ تحقیقات کے دوران معلوم ہوا کہ ٹمپلرز شیطان اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ٹمپلرز نے بیومٹ کا ایک بت تعمیر کر رکھا تھا جس کا سر بکری کا تھا۔ یہ تشبیہ بعد میں شیطان کے چرچ کی علامت بن گئی۔ ہیئر انڈ روڈ کی جادو اور مافوق الفطرت کے بارے میں ڈکشنری میں درج تھا کہ بیومٹ ہی وہ بت تھا جس کی ٹمپلرز امراء پوجا کرتے تھے اور کالے علم کے لئے اسی شیطان سے رہنمائی لی جاتی تھی۔ ان پر چلنے والے مقدمے کی کارروائی کے دوران تقریباً تمام ٹمپلرز نے اس بات کا ذکر کیا کہ وہ بیومٹ کی پوجا کرتے تھے۔ انہوں نے اس بت کا حلیہ اس طرح بیان کیا کہ اس بت کا سر ڈرا دینے والا اس کی لمبی داڑھی اور خوفناک چمکتی آنکھیں تھیں۔ انہوں نے بلیوں کے بتوں اور انسانی کھوپڑیوں کا بھی ذکر کیا۔ تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ تمام شیطان کی پوجا کے موضوع ہیں۔ بیومٹ کا بت شیطان کی پوجا کا ہدف تھا۔ بیومٹ کے بارے میں تفصیلات ایلیفاس لیوائی کو بھجوادی گئی تھیں۔ ایلیفاس 19 دیں صدی کا کبالسٹ تھا جس نے ان تفصیلات کی بنیاد پر بیومٹ کی خیالی تصویر بنوائی جس میں اسے بکری کے سر اور دو چہروں کے ساتھ دکھایا گیا تھا۔ اس کے لئے انسانی جسم بنے تھے وہ کمر کے اوپر عورت اور کمر کے نیچے مرد تھا۔

بہت سے ٹمپلرز نے اعتراف کیا کہ وہ عیسیٰ پر یقین نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ

انہیں ''ایک جھوٹا پیغمبر (نعوذ باللہ من ذالک) سمجھتے تھے' انہوں نے داخلے کی تقریب کے دوران اور اس کے بعد ہم جنس پرستی کا ارتکاب کیا''۔ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور شیطانیت کا پرچار کرتے تھے۔

یہ تمام بیانات عدالت کے ریکارڈ میں لکھ لئے گئے اور مقدمے کی کارروائی کے بعد' بہت سے ٹمپلرز قید کر لئے گئے۔

ٹمپلرز کی ہم جنس پرستی کی عادات کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے ان کی تنظیم کے مونوگرام جس میں ایک گھوڑے پر دو سوار دکھائے گئے' اسی روایت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ابرٹو ایکو اپنے ناول فوکالٹ پنڈولم میں ٹمپلرز کے اسی پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔

فرانسیسی بادشاہ کی قائم کردہ عدالتوں میں ٹمپلرز کے اقبال جرم کے بعد' پوپ نے خود 72 ٹمپلرز کی تفتیش کی۔ ان کو کہا گیا کہ وہ حلف اٹھائیں کہ وہ سچ بولیں گے اور اس امر کی بھی تصدیق کریں کہ ان کے پچھلے اقبال جرم سچائی پر مبنی تھے کہ انہوں نے عیسیٰ کے عقیدے کو مسترد کیا۔ مقدس صلیب پر تھوکا اور ان سے سرزد ہونے والی دوسری بداعمالیاں جن کا انہوں نے ارتکاب اور اقرار کیا تھا۔ یہ سن کر ٹمپلرز اپنے گھٹنوں پر جھک گئے اور معافی کے طلب گار ہوئے۔

ٹمپلرز پر کی جانے والی یہ تحقیق' تفتیش ان کی تنظیم پر پابندی کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ گرینڈ ماسٹر جیکس ڈی مولے کو سن 1314ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ جو ٹمپلرز گرفتاری سے بچ کر دوسرے ملکوں کی طرف بھاگ گئے تھے ان کا ساری عیسائی دنیا میں بھرپور تعاقب کیا گیا۔ اٹلی اور جرمنی جیسے ممالک بھی جتنے ٹمپلرز کو پکڑ سکتے تھے گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا۔

لیکن کچھ ممالک نے مختلف وجوہ کی بنیاد پر' ٹمپلرز کو پناہ کی پیش کش کی۔ 10

نومبر 1307ء میں انگلستان کے ایڈورڈ دوئم نے پوپ کو لکھا کہ وہ ٹمپلرز پر مقدمہ نہیں چلائے گا اور اس کے ملک میں وہ تمام حفاظت سے رہیں گے لیکن دو سال بعد، ٹمپلر ز پر تفتیش کے بعد پوپ نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں اعلان کیا گیا کہ ٹمپلرز کی خاموشی' بدمعاشی اور بدنام زمانہ جرائم کا پردہ چاک ہو چکا ہے اور یہ حقائق ہر شخص کے علم میں ہیں۔ یہ حکم نامہ پڑھنے پر' ایڈورڈ بادشاہ ٹمپلرز پر مقدمہ چلانے پر رضا مند ہو گیا۔

آخر کار 1312ء میں فرانس میں منعقد ہونے والے ویانا کونسل کے اجلاس میں ٹمپلرز امراء کی تنظیم کو تمام یورپ میں سرکاری طور پر غیر قانونی قرار دے دیا گیا اور گرفتار ٹمپلرز کو سزائیں دی گئیں۔ 22 مارچ کو کلیمنٹ پنجم ایکسیلسو میں واکس کے نام پر ایک حکم نامہ پاپل بُل جاری کیا جس میں تنظیم کو مکمل طور پر توڑ دیا گیا اور سرکاری سطح پر' اس کا نام سرکاری ریکارڈ سے حذف کر دیا گیا۔ حکم نامے میں یہ الفاظ درج تھے مقدس رومن چرچ نے تنظیم اور بھائیوں کو عزت بخشی' انہیں اسلحہ اور صلیب دے کر عیسیٰ کے دشمنوں کے خلاف مدد فراہم کی گئی' کئی امور میں ان کو طاقت بہم پہنچانے کے لئے سہولتیں' رعائتیں اور اعزازات عطا کئے گئے۔ ان کو عیسائیت کے متوالوں کی طرف سے بیش قدر مالی تحائف دیئے جاتے رہے لیکن بدلے میں انہوں نے عیسیٰ کی تعلیمات کی روگردانی کی اور اپنے آپ کو گناہوں کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور ہم جنس پرستی جیسے گناہوں کو فروغ دے کر انسانیت کی تذلیل کی۔ ان کی کم مائیگی عیاں ہو چکی ہے۔ بداعمالیوں کے سبب ان کے رحم بنجر اور چھاتیاں خشک ہو چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

ٹمپلرز زیر زمین چلے جاتے ہیں

ٹمپلرز کی تنظیم کے خاتمے کے بعد جنم لینے والے حالات و واقعات ان کی توقعات کے برعکس زیادہ سخت تھے۔ اگرچہ گرینڈ ماسٹر ڈی مولے اور اس کے بہت سے بھائیوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا لیکن تنظیم نے زیر زمین جا کر اپنے تارو پود بکھرنے سے بچا لئے۔ صرف فرانس میں 9000 سے زیادہ ان کے نمائندے موجود تھے اور یورپ کے ممالک میں ہزاروں محلات اور گڑھ ان کے قبضے میں تھے۔ وقت کے تاریخی ذرائع اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ پکڑ دھکڑ کرنے والی کیتھولک کی سرکاری تنظیم نے 2000 ٹمپلرز امراء میں سے صرف 620 کو پکڑ کر سزا دی تھی۔ ایک اندازے کے مطابق امراء کی اصل تعداد 2000 کے لگ بھگ تھی جس میں ہر امیر کی ٹیم سات یا آٹھ افراد پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس عددی اعتبار سے' 8 ٹمپلر فی امیر کے حساب سے یہ تعداد 1,60,000 افراد تک جاتی تھی جو شپنگ اور تجارت سمیت تنظیم کے تمام کام کرتے تھے۔ پوپ اور فرانسیسی بادشاہ ان کی تمام جائیداد کو تلاش کر کے قبضہ میں نہ کر سکے۔ افراد اور ڈھانچے کے اعتبار سے' ایک لاکھ ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل یہ تنظیم اپنے وقت میں سارے یورپ اور Mediterranear ساحل کے ساتھ ایک مضبوط قوت تصور کی جاتی تھی۔ جائیداد کے لحاظ سے ٹمپلرز کسی بھی بادشاہ کی ہم عصری کا دعویٰ کر سکتے تھے اور ان کی دولت ان کی حفاظت کی ضامن تھی۔ پاپائیت کے دعویٰ کے باوجود کہ ٹمپلرز تنظیم کو ختم کر دیا گیا ہے' ٹمپلرز خصوصی فورس کی پکڑ دھکڑ سے بچ کر زیر زمین چلے گئے لیکن وہ متحرک رہے اور انگلستان اور شمالی یورپ میں نمو پاتے

رہے۔

آنے والے سالوں میں مقدس سرزمین کے چھن جانے کے بعد ٹمپلرز کے دل ودماغ میں ایک علیحدہ خطہ زمین کی خواہش مچل رہی تھی۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ٹمپلرز نے تمام تندی باد کا سامنا جرات سے کیا تھا تاکہ وہ اپنی قوم کے لئے علیحدہ جگہ حاصل کرسکیں۔ یہ تنظیم نئی دنی میں کوئی ایکڈ وراڈو نہیں تھی اور نہ ہی افریقہ کے تاریک براعظم میں چھپی ہوئی پریسٹر جان ورائٹ کی چھپی ہوئی سلطنت تھی بلکہ یورپ اور موجودہ مغربی دنیا کی تکمیل میں ٹمپلرز وسطی نقطہ کی حیثیت کے حامل تھے۔

اپنی تنظیم کی سرگرمیوں کو بحفاظت جاری رکھنے کے لئے ٹمپلرز نے فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں گرفتاریوں اور سزاؤں سے راہ فرار اختیار کی تاکہ وہ آزادرہ کر اپنے آپ کو یکجا کرسکیں۔ انہوں نے کینٹوس کی فیڈریشن کا انتخاب کیا جسے آج بھی واضح دیکھا جاسکتا ہے۔ ایلن بٹلر جو ایک میسن اور ''جنگجو اور بینکرز'' نامی کتاب کا معاون مصنف تھا ٹمپلرز کے موضوع کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ 1999ء میں منعقد ہونے والی ایک مذاکراتی سیمینار میں اس نے کہا کہ ''ٹمپلرز نے غیر قانونی قرار دیئے جانے کے بعد سوئٹزرلینڈ کا انتخاب ہی کیوں کیا'' ٹھوس وجوہات کی تلاش کے لحاظ سے اس موضوع کو ایک بھرپور کیس کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

(1) نوزائیدہ سوئٹزرلینڈ کے بانی وہ وقت صحیح بتا سکتے ہیں جب ٹمپلرز فرانس میں زیرعتاب تھے۔

(2) سوئٹزرلینڈ فرانس کے مشرق میں واقع ہونے کے لحاظ سے بھائیوں کے بھاگنے کے لئے سب سے آسان ٹھکانہ تھا۔

(3) سوئس کینٹوس کی ابتدائی تاریخ میں ایسی کہانیاں موجود ہیں جن میں کہا گیا تھا کہ سفید

چوغے پہنے امراء پراسرار طریقے سے ابھریں گے اور مقامیوں کی مدد کر کے انہیں غیر ملکی تسلط سے آزادی دلائیں گے۔

(4) ٹمپلرز بینکنگ فارم بنانے اور ابتدائی انجینئرنگ کے امور پر مکمل ادراک رکھتے تھے۔ ان پہلوؤں کی وجہ سے بھی علیحدہ ریاستوں کے ارتقاء کا عمل شروع ہوا بالآخر سوئٹزرلینڈ کی صورت میں سامنے آیا۔

(5) ٹمپلروں کی مشہور صلیب کی بہت سی سوئس کینٹوں کے جھنڈوں میں شامل کر لیا گیا۔ کیز اور لیمز جیسے دوسرے ترانے بھی ٹمپلروں کی نسبت سے اہم ہیں۔

ٹمپلروں کی ایک کثیر تعداد نے سکاٹ لینڈ میں پناہ لی۔ 14 ویں صدی کے وسط میں یورپ میں یہ واحد ریاست تھی جو کیتھولک چرچ کی اتھارٹی کو تسلیم نہیں کرتی تھی۔ رابرٹ بادشاہ بروس کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو کر انہیں احساس ہوا کہ برطانوی جزائر میں اپنے وجود کو چھپانے کے لئے یہ ایک مکمل اور محفوظ کمین گاہ تھی۔ ریاست اور مقامی حکومتوں کی حدود سے باہر میسنوں کو ایک طاقت ور تنظیم کے طور پر مانا جاتا تھا۔ ٹمپلرز نے سب سے پہلے ان کی صفوں میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا اور آہستہ آہستہ ان کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر انہیں اپنے کنٹرول میں لے آئے۔ یہ تنظیمیں اپنی پیشہ ورانہ آؤٹ لک کو چھوڑ کر نظریاتی اور سیاسی تنظیموں میں تبدیل ہو گئیں جو آج فری میسن لاجز کہلاتے ہیں۔ میسن اس عمل کو متحرک سے زبانی کلامی کی میسنری کی ترقی کا عمل قرار دیتے ہیں۔

ایک دوسرا امیسونک ماخذ راز اگلتے ہوئے بتاتا ہے کہ تیس سے چالیس ہزار ٹمپلرز میسنوں کے کپڑے پہن کر اور گھل مل کر کیتھولک چرچ کی پکڑ دھکڑ والی فورس سے بچ پائے تھے چنانچہ غیر ممالک و راہ فرار اختیار کرنے کے لئے ٹمپلروں نے میسنوں کو ملنے والی "آزاد راستے کی سہولت" کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ کچھ ٹمپلرز سپین کی طرف بھاگ گئے اور کالٹراوا

آلکانٹرا اور سان تیا گودل اسپاڈا جیسی تنظیموں میں شمولیت اختیار کر لی۔ کچھ پرتگال کی طرف نکل گئے اور ''آرڈر آف کرائسٹ'' نام سے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔ کچھ ٹمپلرز جرمن قوم کی مقدس رومن ایمپائر کی طرف سے بھاگ گئے اور ٹیوٹون امراء میں شامل ہو گئے جبکہ ٹمپلرز کا ایک بڑا گروہ ہاسپٹلرز میں شامل ہو گیا۔ انگلستان میں ٹمپلرز کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا لیکن جلد ہی دوبارہ چھوڑ دیا گیا۔ بہت سے دوسرے ممالک میں ٹمپلرز کو نہیں چھیڑا گیا۔

1804ء تک ٹمپلرز تاریخ کے منظرنامے سے غائب رہے۔ 1804ء میں برنارڈ ریجنڈ فیبر پیلاپریٹ گرینڈ ماسٹر بنا۔ 1814ء میں اس کی وجہ سے ایک دلچسپ ایجاد نے اتفاقاً جنم لیا۔ پیرس میں دریائے سائن (Seine) کے ساتھ واقع کتابوں کے سٹالز میں ایک میں سے اس نے بائبل کا ہاتھ سے لکھا ایک ایسا نسخہ دریافت کیا جس کا یونانی زبان کے یوحنا رسم الخط میں ترجمہ ہوا تھا۔ بائبل کے اس نسخے میں آخری دو اسباق غائب تھے اور ان کی جگہ مختلف زاویوں سے نوٹس شامل کیے گئے تھے۔ ان نوٹس کا باریک بینی سے معائنہ کرنے سے اس نے محسوس کیا کہ اس ڈاکومنٹ' ٹمپلرز کے گرینڈ ماسٹرز ناموں کی ایک فہرست شامل تھی جو پانچویں گرینڈ ماسٹر برٹرینڈ ڈی بلینچفورٹ (1154ء) سے ہوتی ہوئی بائیسویں ٹمپلر جکلس ڈی مولے 23 ویں لارمینیس (جن کا تعلق سن 1314ء یروشلم سے تھا) اور 1792ء کے گرینڈ ماسٹر کلاڈیو ماتیو ریڈیکس ڈی چیویلوں تک جاتی تھی۔ اس ڈاکومنٹ نے یہ راز اگلا کہ جیکس ڈی مولے نے گرینڈ ماسٹر کا بائبل یروشلم کے لارمینیس کو آگے بڑھایا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ٹمپلرز کا مکمل خاتمہ نہیں ہوا۔ وہ آج بھی فری میسنری کے لاجز میں رہتے ہیں۔

فوکالٹ کے پنڈولم میں' نمبر ٹو ایکو لکھتا ہے: بیجو (Beaujen) کے بعد ٹمپلر

تنظیم ایک لمحے کے لئے بھی ختم نہیں ہوئی اور آ ڈ مونٹ کے بعد ہمارے وقت تک تنظیم کے گرینڈ ماسٹر کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر آج گرینڈ ماسٹر کے رتبے کو وہ شہرت و دوام حاصل نہیں ہے تو اس کی وجہ وقت کا موزوں نہ ہونا ہے۔

بہت سے ذرائع اس بات پر مصر ہیں کہ جیکس ڈی مولے کی موت کے بعد تنظیم کے باقی بچنے والے افراد نے سازش کا تانا بانا بُنا۔ ٹمپلرز نے نہ صرف پاپائیت کا تختہ الٹنے کا منصوبہ بنایا بلکہ ان بادشاہتوں میں اقتدار کا سورج غروب کرنے کی ٹھان لی جن کی حکومتوں نے ان کی تنظیم کو غیر قانونی قرار دیا تھا اور ان کے گرینڈ ماسٹر کو پھانسی دی تھی۔ یہ خفیہ مشن بعد میں جنم لینے والی تنظیموں ایلومیناٹی اور فری میسنز کے ممبروں کی نسلوں کو منتقل کیا گیا۔ یہ متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ میسنز نے فرانسیسی حکمرانوں کے زوال میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور انقلاب کی داغ بیل ڈالی۔ جب لوئی سولہ کو پیرس کے ایک عوامی چوک میں موت کے گھاٹ اتارا گیا تو تماشا دیکھنے والوں میں سے ایک چلایا "جیکس ڈی مولے تم نے بدلہ لے لیا ہے۔"

بعد میں آنے والے اسباق میں ان حالات کا تجزیہ شامل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

سبق 11

ٹمپلرز سے فری میسنری تک

ٹمپلرز کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالنے سے ایک بات عیاں ہے کہ وہ بڑی بڑی تبدیلیوں کے عمل سے گزرے۔ وہ عیسائی چہرے کے ساتھ منظر پر ابھرے لیکن جلد ہی ایک اور سیاہ دور شروع ہوا جس میں غیر عیسائی اور انتشار پسندی کے رجحان لئے فلسفے اور تعلیمات نے قدم جمائے۔ ایسا یکدم وقوع پذیر نہیں ہوگیا۔ ان تبدیلیوں کے پیچھے بہت سے حالات' واقعات کارفرما ہیں۔

مذکورہ تبدیلیاں مقدس سرزمین میں ٹمپلرز کے دور اقتدار میں ہی رونما ہوگئی تھیں۔ اس دور میں وہ کبالا کے نظریات سے واقف ہو گئے تھے اور بہت سے یہودی فرقوں کی پراسرار تعلیمات سے آگاہی حاصل کر چکے تھے۔ اسائیوں (Assassins) کا نظریہ روحانیت اور تخریب کاری پر مائل افکار ٹمپلرز کے سسٹم میں داخل ہو چکے تھے' تصویر کچھ یوں ابھری کہ یہ منفی نظریات ان کے عقیدے پر حاوی ہو گئے اور عیسائی عقیدہ ڈانواں ڈول ہو کر کالے علم کے جادو کی نگری میں کہیں گم ہو گیا۔ یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان کا مشن اور افکار نئے طفیلی نظریات کی زد میں آ کر منزل سے بھٹک گئے۔

ان کی نظریاتی تبدیلی کی دوسری وجہ یوں بھی بیان کی جا سکتی ہے جب ہم یہ جانتے ہیں کہ ٹمپلر تنظیم کے غریب امراء نے ایک قلیل مدت میں ناقابل یقین دولت اکٹھی

تھی۔ کالے علم اور بے پناہ دولت کی وجہ سے ان کے دلوں میں ناقابل یقین طاقتیں حاصل کر کے مادی دنیا پر برتری حاصل کرنے کی امیدوں نے انگڑائی لی۔ اس پس منظر میں یہ زیادہ حیرانی کی بات نہیں کہ انہوں نے اپنے لئے بہت بڑے مقاصد کا حصول طے کر لیا تھا۔

یہ ذہن نشین رکھنا نہایت اہم ہے کہ اس دور میں آج کی نسبت روحانیت پر مبنی پوشیدہ اور خفیہ عقائد کا عمل دخل لوگوں کی زندگیوں میں بہت زیادہ تھا۔ اکثریت اس بات پر متفق تھی کہ طاقت یا دولت حاصل کرنے کے لئے سیاہ طاقتوں کی مدد لینا ضروری تھا جس میں لوگ خفیہ کوڈز، جادوئی اشاروں اور فارمولوں کے ذریعے زندگی کا تریاق تلاش کرتے تھے۔ کیمیا دانوں نے گھٹیا دھاتوں سے سونا تیار کرنے کی کوشش کی۔ ٹمپلرز جو اس دنیا پر ایک ان دیکھی طاقت کی مدد سے حکومت کرنا چاہتے تھے، شیطان کی پوجا کرنے لگ گئے اور اندھیرے کی دنیا پر حاکمیت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف مدد کے طلب گار بن گئے۔

بادشاہ کی قائم کردہ عدالتوں اور پوپ کی طرف سے کئی سالوں پر محیط تحقیقات نے ٹمپلرز کے بارے میں تحقیقی خیالات رقم کئے اور ثابت کیا کہ وہ عیسائیت کے نقاب کے پیچھے چھپ رہے تھے۔ تنظیم نے سیاہ دنیا سے علامتیں، روائتیں اور رسوم و رواج یکجا کر کے اپنے محلوں میں ایک نظام کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ محل اسی مقصد کے لئے تعمیر کئے گئے تھے اور جن کا مقصد بعد میں آنے والے کئی خفیہ معاشروں کو بنیاد فراہم کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ٹمپلرز کا اعتراف: میسونک ذرائع کی نظر میں

جیسا کہ پچھلے صفحات میں کاتب تحریر کیا گیا کہ پکڑ دھکڑ کی کیتھولک فورس سے فرار ہونے کے بعد ٹمپلرز کئی دوسرے فرقوں اور اداروں میں داخل ہو گئے۔ اس مقصد کے لئے' میسینوں کے لاجز کو بہترین جگہ قرار دیا گیا۔ بہت جلد وہ ان کی صفوں میں داخل ہو گئے اور ان پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ بات صرف یہیں تک نہیں رک جاتی بلکہ ان پر اس حد تک غلبہ حاصل کیا گیا تا کہ وہ ٹمپلرز کے عقائد افکار اور فلسفے کو اپنے نظریات پر فوقیت دیں۔

میسن عمارتوں کی تعمیر کے کام میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ محلات اور گوتک کیتھیڈرل بنانے میں وہ ماہر سمجھے جاتے تھے چنانچہ ٹمپلرز کے لئے ان میں گھلنا ملنا نسبتاً آسان تھا۔ میسنز کا طبع شدہ حوالاتی کام اس بات کا عندیہ دیتا ہے کہ کس طرح میسنز نے ٹمپلرز کے ساتھ یکجا ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے باوجود کہ میسنز نے ان سے سیاہ پہلو وراثت میں حاصل کئے تھے۔

ترکی کا ایک میسونک ماخذ لکھتا ہے:

گرینڈ ماسٹر کا دفتری عملہ ٹمپلرز اور فری میسنز کے درمیان روابط کا چشم دید گواہ ہے۔ یہ عملہ ایرون (Aeron) کی لاٹھی (جس کا ذکر بائبل میں آیا ہے) کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا سر مندر کی شکل میں ہوتا ہے اور اس کی لمبائی پیائش ماپنے میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ میسنری کے عملے کی ایک علامت ہے۔ فرانس میں اور یروشلم میں بھی ٹمپلرز اور فری میسنز

ساتھ موجود رہے اور ایک دوسرے کے پوشیدہ علوم پر اثر انداز ہوتے رہے۔

گوتک سٹائل اپنائے جانے کے بعد، طرزِ تعمیر کا مطالعہ اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ یورپ کے پہلے گرجا گھر نئے گوتک طرزِ تعمیر کے تحت بنائے گئے اور ایسا صلیبیوں کے ہاتھوں یروشلم کی فتح کے بعد ہوا۔

ٹمپلرز کا گرینڈ ماسٹر فری میسنز میں سے بھی تھا۔ ایک وقت ایسا بھی زیرِ مشاہدہ آیا کہ جب پیرس میں ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کے پاس اپنی علیحدہ رہائش گاہیں تھیں۔ میسنز کے رہائشی حصے بھی ٹمپلرز سے متصل تھے اور مشترکہ طور پر زیرِ استعمال تھے، یہ ان دو تنظیموں کے درمیان نزدیکی روابط کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سیسٹرسین کے مذہبی افراد جو تعمیراتی کاموں کی پلاننگ میں حصہ لے رہے تھے میسنز لاجز کے بھی ممبر تھے۔

1312ء میں جاری ہونے والے پاپائی حکم نامے نے جہاں ٹمپلرز کی تنظیم کو ختم کیا وہاں میسنز کا آزاد اور کھلے راستے کا حق بھی ختم کر دیا گیا۔ حالات کی مزید خرابی کے خوف سے، فرانسیسی میسنز جرمنی فرار ہو گئے جہاں سے گوتک طرزِ تعمیر نے اچانک سر ابھارا اور شہرت حاصل کی۔ فرانس سے فرار ہونے والے ٹمپلرز نے تبدیلی کا ویسا ہی عمل محسوس کیا جیسا انگلستان نے میسنز کے معاملے میں کیا تھا۔

سونے کی پلیٹ: میسونک علامت

1390ء کا ہاتھ سے لکھا ہوا میسونک پرچہ نام کے لحاظ سے "ریجیکس" کہلاتا ہے۔ اس پرچے میں لکھی گئی نثری زبان اور لاج کے اجلاسوں کے دوران لارڈز اور ان کی لیڈیز کے بارے میں بولے جانے والے حقائق اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ میسنری ان دنوں میں کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ یہ بات خاصی دلچسپ ہے کہ میسنز جو اتنے ہی قدیم ہیں جتنی انسانی تاریخ' 1390ء کے ریجیکس سے پہلے کوئی تحریری چارٹر نہیں رکھتے تھے بلاشبہ طرز تعمیر اور تعمیر جیسے کاموں کے لئے علم درکار رہتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس ماہرانہ رائے سے لطف اٹھایا تھا' اپنے علم کو قرطاس پر اتارنے کے لئے بے چین نہیں تھے لیکن گھٹیا لوگوں کا طریقہ مختلف تھا۔ ایک دوسری توجیہہ جو ان کے نہ لکھے ہوئے قوانین کے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک تنظیم کے اندر انتہائی خفیہ طریقے سے زندگی گزاری تھی۔

میسنز اس تنظیم کے خول کے اندر اپنے رازوں کے ساتھ محفوظ رہے جبکہ ٹمپلرز کو پکڑ دھکڑ میں ختم کر دیا گیا لیکن ان کے راز جو قانون کے نفاذ پر دب گئے تھے کچھ عرصے بعد انہوں نے اس گہری نیند سے انگڑائی لی۔ ٹمپلرز کا اقتدار اس میں میسنز کا اقتدار تھا۔

جیسا کہ اوپر کے صفحات میں ذکر آیا ہے کہ میسنز اور ٹمپلرز نے دو سو سالوں تک ایک ہی جگہ اکٹھے رہائش اختیار کی تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے پر کچھ اثر ضرور چھوڑا ہوگا۔ میسنز نے ٹمپلرز کی حرکات' افعال میں اپنے آپ کی شناخت کی اور انہیں اپنے ہی جیسا پایا۔ میسنز کی جس اصل رازداری کو ہم ان سے منسوب کرتے ہیں وہ

انہیں ٹمپلرز سے ورثے میں ملی۔ میسنز کی کئی رسومات ٹمپلرز سے ہو بہو ملتی جلتی تھیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رسومات ٹمپلرز سے کاپی کی گئی تھیں۔

جیسا کہ اس تحقیقی کام کے شروع میں کہا گیا ہے اور اس تحقیق کا لب لباب بھی یہی ہے کہ فری میسنری کا شاہی آرٹ اور ابتدائی رازداری کا طریقہ ٹمپلرز کا مرہون منت ہے۔

ٹمپلر اور میسنز کے اس قریبی تعلق پر ترکی کا ایک میسنوی ماخذ بھی روشنی ڈالتا ہے۔ لی فورسٹائز بھی ٹمپلرز اور فری میسنز کے درمیان تعلق کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا۔ اس کا اخذ کردہ نتیجہ آج بھی غیر متنازعہ کہا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا پرچہ جس میں ٹمپلرز میسنز کے آباؤ اجداد نظر آتے ہیں۔ سن 1760 میں سٹراسبرگ کی طرف سے ہاتھ سے لکھا گیا جس میں ان کے مافوق الفطرت علوم کی طرف رجحان کو صیغہ راز میں نہ رکھا گیا۔ یہ ڈاکومنٹ میسنز کے تخیل کو بنیاد فراہم کرتا ہے اور اس بات کا پتہ بتاتا ہے کہ کس طرح تنظیم کے راز جیکس ڈی مولے سے ہم عصر فری میسنری تک منتقل ہوئے۔ لی فورسٹائز کی رائے میں جرمن روز کروسینز کے اثرات بھی رد نہیں کیے جاسکتے لیکن ان کا واحد مقصد میسنز کی روایتی رازداری کی ایک مختلف تشریح تلاش کرنا تھا۔ دوسری طرف تنظیم کے مندر کی تعلیمات۔ کے تسلسل میں ایک منطق تھی یہی تسلسل ہی ورثے کے تاریخی سفر کا امین تھا۔

ان مثالوں سے ایک بات عیاں ہے کہ ٹمپلرز کا کبھی خاتمہ نہیں ہوا۔ اس کی بجائے وہ کمزور اور تھکے ماندے میسنز کی پناہ گاہوں میں داخل ہو گئے۔ یہ پناہ گاہیں ہی روز کروسینز کی بنیاد بنیں۔ ٹمپلرز نے ان پناہ گاہوں میں نظم و ضبط قائم کر کے انہیں ایک

مؤثر ہتھیار میں تبدیل کر دیا۔ ٹمپلرز میسنز کی ایک شاخ نہیں ہیں اور نہ ہی جیسا کہ میسنز دعویٰ کرتے ہیں کہ ان پر ٹمپلرز کا بہت تھوڑا اثر ہوا۔ میسنری اپنی تاریخ، علامتیں اور خیالات کے ساتھ ٹمپلرز کیلئے ایک مختلف نام کے ساتھ کچھار بن گئے۔ جس طرح سے میسنز کی تاریخ ٹمپلرز سے وابستہ ہوئی، حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب مندر سے تاریخی روابط، ہرکام کا نام علامت کے طور پر استعمال کرنا، سٹون میسنری کا شعبہ، کبالا سے تخیلاتی علامتیں استعمال کرنا ٹمپلرز کے تنظیم ڈھانچے کو اپنانا، ان کی تقریبات، حلف لینے کا طریقہ، لباس اور دوران ملازمت ترقی کے متعلق قوانین کی تیاری جیسے عوامل ٹمپلرز کے دور حکمرانی کی روشنی میں تیار کئے گئے۔ یہ تمام مستعارات ثابت کرتے ہیں کہ ٹمپلرز اور فری میسنز ایک ہی نام ہیں۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ ٹمپلرز کو کارکنوں کی بستیوں میں داخل ہونے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئی، انگلستان، جرمنی اور پرتگال میں انہوں نے ان بستیوں پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا اور انہیں ایک پسندیدہ نظریاتی محاذ اور موزوں تنظیم میں تبدیل کر کے اپنے مقاصد کے سانچے میں ڈھال لیا۔

☆☆☆☆☆☆

رسم سکاٹ لینڈ کی ابتداء

میسونک بستیوں کی سب سے پرانی بستی فری میسنری کی سکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والی رسم 14 ویں صدی میں ٹمپلرز کی طرف سے شروع کی گئی جو سکاٹ لینڈ میں پناہ لینے آئے تھے۔ اس بستی نے ٹمپلرز کو چھت فراہم کی تھی۔ بعد میں یہی دوسروں کے لئے مثال بن گئی۔ یوں پہلے ٹمپلر امراء کو ملنے والے اعزازات سکاٹ لینڈ کی بستیوں کے اعلی درجوں سے ملتے جلتے تھے۔ 18 ویں صدی کے مشہور میسنز میں سے ایک بیرن کارل ہنڈ نے ٹمپلرز پر ایک تحقیق رقم کی جس میں سکاٹ لینڈ کی بستیوں کو ٹمپلرز کی ''بحالی'' قرار دیا۔ اس کے مطابق 8 نمایاں ٹمپلرز پہلے آئر لینڈ کی طرف بھاگے اور پھر سکاٹ لینڈ پہنچے جہاں انہوں نے اپنی صفیں درست کیں۔ ٹمپلرز دوسرے بہت سے ممالک میں بھی سرگرم ہو گئے لیکن سکاٹ لینڈ ان کا گڑھ بن گیا جہاں انہوں نے اپنا آپریشنل ہیڈکوارٹر قائم کر لیا۔ بیرن نے ''سختی سے حکم کی تعمیل کی رسم'' کی بنیاد رکھی۔ اسے میسنری کے اس گریڈ کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس رسم کو ٹمپلرز کی تنظیم، یارک رسم کی تنظیم اور سکاٹ لینڈ کی رسم کی حمایت حاصل تھی۔ میسونک ٹمپلرز کے نظریے کی شاخیں تمام دنیا میں پھیلتی چلی گئیں۔ ٹمپلرز کی نظریاتی ہم آہنگی کی بدولت وہ جلد ہی ایک سنجیدہ طاقت کے طور پر ابھرے۔

سن 1717ء میں ''منظور نظر میسوں'' نے جوان بستوں میں کام کرتے تھے، اپنے لئے ایک الگ تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ انہیں 18 ویں صدی کے سیاسی، مذہبی اور نظریاتی احوال کے اندر رہ کر آزادی اظہار اور رواداری میسر آ سکے۔ اس تنظیم نے جن رسوم، روایات اور تقریبات کو اپنایا، وہ فری میسنری ٹمپلرز اور روز کرو میسنز کے خفیہ

روایات اور تقریبات کو اپنایا، وہ فری میسنری ٹمپلرز اور روز کرومیسنز کے خفیہ معاشروں سے مستعار لی گئی تھیں۔ غور و فکر کرنے کی ان کی فلاسفی "دباؤ سے آزاد سوچ" کے اس نظریے سے لی گئی تھی جس کا آغاز 17 ویں صدی میں ہوا اور جو انگلستان میں 18 ویں صدی میں پھیلنا شروع ہوا۔

آنے والے اسباق بتائیں گے کہ اس سارے گیم پلان میں پوشیدہ عزائم کا مقصد عیسائیت اور اسلام کو کمزور کر کے نقصان پہنچانا تھا اور مادیت پرستی پر مبنی ایک ایسی تنظیم کی تشکیل تھی جو مذہب اور مذہبی تنظیموں کے نظریات کی نفی کرتی تھی اور یہی میسونک نظریات کا محور تھا۔

☆☆☆☆☆☆

روز کروسینز: دوسرے مقاصد

روز کروسینز جس کی بنیاد ٹمپلرز نے رکھی تھی، فری میسنری کی چھوٹی تنظیم تھی لیکن اس کا مقصد تاریکی کی چادر میں لپٹا ہوا اور رازداری کی دبیز تہوں تلے چھپا ہوا تھا حتیٰ کہ اس بارے میں آج تک حتمی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تنظیم کب قائم کی گئی۔ تشہیر کردہ بہت سے کاغذات اور کہانیوں میں رائے زنی کی گئی ہے کہ ان کی تنظیم پہلی مرتبہ قدیم مصر کے اسرار پڑھنے والے سکولوں میں پروان چڑھی۔ ان میں سے بہت سی کی سچائی پر شک ہے۔ اس سلسلے کے پہلے منضبط، باوثوق اور پرنٹ شدہ روز کروسین کاغذات، کنفیشیو روز کروسیس اور فراما فرایٹرنائیٹا ٹیٹس تھے جو سن 1614ء اور 1615ء میں جرمنی میں سامنے آئے۔ یہ پرچہ جات تنظیم کے متعلق اہم اطلاع فراہم کرتے تھے۔ ان کے اور بعد میں آنے والے مزید پرچہ جات کے مطابق روز کروسینز ایک خفیہ فرقہ تھا جو مصرف ہرمیٹیسزم، ناسٹیسزم اور کبالسٹک لورسے مل کر وجود میں آیا ہے۔ جرمن کاغذات کے مطابق ان کی بنیاد ایک جرمن امیر نے رکھی تھی۔ اس امیر کا نام کرسچین روز کریوز تھا۔ کئی ماہرین اس نام کو علامتی یا جھوٹا قرار دیتے ہیں۔

اس فرقے میں ٹمپلرز فری میسنز بستیوں کی نسبت زیادہ گھر جیسے ماحول میں محسوس کرتے تھے۔ ٹمپلرز نے غیر ٹمپلرز کو میسونک بستیوں میں قبول کیا۔ جہاں انہوں نے بدعملیوں میں حصہ نہیں لیا جیسا انہوں نے روز کروسین تنظیم میں کیا تھا۔ اس نظریے کی روشنی میں روز کروسین کے مراکز ٹمپلرز کے لئے ایک واضح جگہ تھیں جہاں انہوں نے مادی دنیا پر قابو پانے کے لئے جادوئی طاقتیں حاصل کرنا تھیں۔ چنانچہ یہی مراکز ٹمپلرز کے لئے تحقیق

مراکز بن گئے۔ یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ فری میسنز اور روز کروسین دونوں ٹمپلر کی نسل سے ہیں اور باہم باتعلق ہیں۔ سکاٹ لینڈ کی رسم میں 18 ویں ڈگری کا لقب روز کروسین امیر تھا۔

روزی کراس کی شبیہہ ٹمپلرز کی سرخ صلیب سے لی گئی تھی۔ اس کی تصدیق مرابی نامی ایک فری میسنری نے بھی کی جس نے جرمنی میں رہ کر وہاں کے خفیہ معاشروں کے متعلق بہت سے حقوق پر سے نقاب کشائی کی تھی۔ فرانس میں جو ٹمپلر امراء تنظیم کو چھوڑ کر گئے تھے۔ انہوں نے کبھی زبان تو نہیں کھولی لیکن انہوں نے جن تنظیموں میں شمولیت اختیار کی، وہاں بھی اپنی چھاپ چھوڑی۔ ان تنظیموں سے منسلک افراد تا حیات سرخ صلیب والا لباس زیب تن کرتے اور سینٹ برنارڈ کی عبادت کے لئے ہر روز اس عمل کو دہراتے تھے۔ روز کروزین کے فلسفے کو ماننے والوں میں سے سب سے مشہور شخصیت جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس نے شیکسپیر کے ڈراموں کو ان کی حقیقی روح کے ساتھ سپرد قلم کیا اس شخصیت کا نام سر فرانسس بیکن تھا۔

سر فرانسس بیکن۔ سن 1567ء میں انگلستان میں پیدا ہوئے۔ سائنس اور فلسفے کے شعبوں میں ان کی گرانقدر خدمات کے صلے میں انہیں ویرولم اور سینٹ ایلبانز کے وسکاؤنٹ کے پہلے بیرن کا خطاب دیا گیا۔ اپنی فلسفیانہ اور سائنسی تحریروں کی بدولت انہیں "پازیٹو سائنسز کے باپ" کی شہرت ملی۔ ان تحریروں میں سے کوئی بھی سر فرانسس بیکن کی اصل شخصیت کا پتہ نہیں بتاتی۔ وہ انگریز ٹمپلرز کا گرینڈ ماسٹر تھا اور اس حیثیت میں پرانا روز کروسین تھا۔ وہ کبالا اور کالے جادو جیسی پوشیدہ سائنسوں کے علوم کا غیر متنازعہ ماہر تھا۔ اس کی کی گئی نام نہاد تحقیق کا حقیقی سائنس سے بہت کم تعلق تھا جبکہ اس تحقیق کا زیادہ مقصد مافوق الفطرت طاقتوں کا حصول تھا تا کہ قدرتی امور پر قابو پایا جا سکے۔

1626ء میں بیکن کا نیا کام ''زمین پر جنت کے نظریے'' کا خیال ٹمپلرز کی مثالی ریاست سے لیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بیکن نے ایک خیالی جزیرے پر خیالی لوگوں کے متعلق ایک کہانی رقم کی۔ اس جزیرے کا نام ''بینسالم'' تھا جس کا مطلب ''نیا یروشلم'' تھا۔ اس سے مراد نت نئی ایجادات سے بھرپور ایک سائنسی معاشرہ تھا۔ جہاں کے باشندے ہواؤں پر کنٹرول کر سکتے تھے۔ وہیں ایک سائنس گھر بھی ہے جسے ''سلیمان کا گھر'' کہا گیا اور یہی ٹمپلرز کا نقطہ آغاز اور ان کی منزل مقصود بھی تھی۔

خلاصہ یوں ہے کہ تین مختلف ناموں سے تین تنظیمیں فعال نظر آتی ہیں۔ میسنز، ٹمپلرز اور روز کروسینز لیکن ان تینوں کا مشن ایک ہی تھا، یعنی طاقت اور اثر ورسوخ میں اضافہ تاکہ پوشیدہ مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆

سبق III

ٹمپلرز، انقلابات، قتل وغارت اور مافیا

پچھلے اسباق میں ٹمپلرز کی خفیہ تاریخ کا معائنہ کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ بھیس بدل کر میسنز بن گئے۔ صرف یہی نہیں کہ میسنز ٹمپلرز کی ہو بہو نقل ہیں بلکہ ان کے ارادے خدا کی واحدانیت پر مبنی عقائد والے مذاہب اسلام اور عیسائیت کو ملحد عقائد اور مادیت پرستی پر مبنی دنیا پرستی کے ساتھ تبدیل کرنا تھا۔ اس کے علاوہ ان کا رویہ مذہبی تنظیموں کی طرف بھی جارحانہ ہوتا تھا۔

یہ تخریبی تعلیمات جنہیں تخیلاتی اور جادوئی رنگوں کی خوبصورت چادر میں لپیٹ کر پیش کیا گیا تھا۔ ٹمپلروں سے ورثے میں پائیں تھیں اور یہی میسنروں کا مرکزی عقیدہ تھا، تنظیم کی درجہ بندی کی سیڑھی پر جوں جوں اوپر چڑھتے جائیں ہر قدم پر ان کی تعلیمات کے اصل پہلو آشکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ میسنری کی گلوبل حکمت عملی یہ تھی کہ وہ اپنا مخصوص نظریہ عوام پر مسلط کریں۔ اس مقصد کے لئے ایک مختصر مدت میں زمین ہموار کرنی تھی یا کچھ مخصوص حالات میں رکاوٹوں کو بے رحمی سے ہٹا دینا تھا۔

18 ویں صدی سے، فری میسنری کی ساری دنیا پر محیط حکمت عملی اس زمانے کی سیاسی اور نظریاتی تحریکوں کے پس منظر میں سمجھی جا سکتی ہے۔ انگریز مورخ مائیکل ہورڈ "جادوئی سازش" میں بیان کرتا ہے کہ کالے جادو کو ماننے والے خفیہ معاشروں ٹمپلرز، میسنز، روز کروسینز اور ایمینائی مغرب کو عیسائیت سے پہلے کے ملحدانہ نظریات کی طرف لے

جانے کی ایک مسلسل کوشش ہے۔ اس کتاب کے پچھلے کور پر یہ تحریر اس طرح درج ہے۔

"یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں سالوں سے خفیہ معاشروں اور کالے جادو جیسے پوشیدہ علوم کے امین نظریاتی گروپوں نے قوموں کی زندگی پر گہرا اثر چھوڑا ہے جیسا کہ فری میسنز، ٹمپلر امراء اور روز کروسینز نے فرانسیسی اور امریکی انقلابات کے لئے راستہ ہموار کیا اور نازی جیسی پرانی تنظیم کا بھی تختہ الٹ دیا لیکن برطانوی محافظ فوجیں، امریکہ کے آباؤ اجداد اور ویٹیکن کسی نہ کسی شکل میں اس سازش کا حصہ رہیں تھیں۔"

مذہب کے خلاف نظریاتی جنگ صرف ایک محاذ پر ہی نہیں لڑی گئی، اس کا دائرہ اثر نیم ملحدانہ فلسفوں یا سیاسی فریقوں تک پھیلا دیا گیا۔ ایلومیناٹی جس نے فرانسیسی انقلاب کی راہ ہموار کی، لیوبرین بھائیوں جنہوں نے یورپین اتحاد پر مبنی سوشلسٹ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی حتی کہ فاشسٹ بھی اس دائرہ اثر سے باہر نہ رہے جنہوں نے نازی پارٹی کی بنیاد رکھی اور کاربونری جنہوں نے اٹالین نیشنل فرنٹ کے لئے راہ ہمور کی۔ یہ تنظیمیں اور تحریکیں نمایاں نظریاتی اختلافات رکھتی تھیں لیکن انہوں نے مشترکہ مقاصد اور طریقوں پر آپس میں ہم آہنگی پیدا کی۔ ان طریقوں میں مذہبی تنظیموں پر دباؤ بڑھانا اور مذہب کو دنیاوی مادیت پرستی کے فلسفے کے ساتھ تبدیل کر لینا بھی شامل تھا۔ اس لحاظ سے فری میسنری نے 18ویں صدی کے بعد مختلف شکلیں اختیار کیں۔ اس نے مختلف سیاسی اور فلسفیانہ تحریکوں سے وابستہ افراد کو بھرتی کیا اور حتی کہ ویٹیکن کی مذہبی صفوں کے اندر بھی گھس گئے اور عیسائی دنیا کے اس طاقتور ترین ادارے کو میسنری نظریات کے قالب میں ڈھالنا تھا۔

میسنری کا ایک دوسرا شاندار پہلو یہ تھا کہ یہ منافع کی بنیاد پر چلنے والی تنظیم ہے۔ ایک ملحد تنظیم (آج کی زبان میں سیکولر) ہونے کے ناطے اس کے ممبران کے لئے مثالی مقاصد کی تگ و دو کرنے کی بجائے دنیاوی جاہ و حشمت کی چاہت کرنا ایک فطری امر تھا۔

یہی وجہ ہے کہ فلسفیانہ جدوجہد کے پودے کی آبیاری کرتے ہوئے میسنری میں سیاسی اور معاشی فوائد کے حصول پر توجہ دیتی جاتی رہی ہے۔ ایسا بالکل ٹمپلرز کی طرح ہوا جو ایک طرف تو یورپ کے سب سے زیادہ اثر، رسوخ والے بینکار تھے اور دوسری طرف ملحدانہ نظریات کو فروغ دے رہے تھے۔

آنے والے اسباق میں میسنری کے اس پہلو اور تنظیم کے زیرزمین مافیا کے ساتھ کس حد تک روابط کے موضوع پر بات ہوگی۔

یہ کلی طور پر کہنا ناممکن ہوگا کہ میسنز نے اپنی فطرت کے مطابق یہ کام سرانجام دیا۔ وہ ایک خفیہ معاشرہ ہے۔ ان کی حرکات وسکنات پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ گہرائی میں جا کر تحقیقی کام کرنا پڑتا ہے۔ میسنز کی معاشرتی زندگی کے مطالعے کے بارے میں تیار کی گئی حکمت عملی شروع کرنے سے پہلے ان کے گذشتہ دوسوسال پر محیط اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

انقلاب کے لئے ایلومینائیز کے منصوبے

ٹمپلروں کی میسنز میں تبدیلی کے عمل نے کئی چھوٹی تنظیموں کو جنم دیا۔ روز کروسینز بھی انہی میں سے ایک تھے۔ دوسری ایسوسی ایشن ایلومیناٹی تھی ان تنظیموں کا جادوئی اور طلسماتی دنیا کی تاریخ میں بہت زیادہ تذکرہ آیا تھا۔ ایلومیناٹی کا قیام جنوبی جرمنی میں بوریا کے مقام پر عمل میں لایا گیا۔ اسے بوریا ایلومیناٹی کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ اس تنظیم کا بانی قانون کا پروفیسر ایڈم وائیشوٹ تھا۔ چرچ اور حکومتوں کی شدید مخالفت کرتے ہوئے اس نے معاشرے کے لئے مندرجہ ذیل مقاصد تشکیل دیئے۔

(1) تمام سلطنتوں اور منظم حکومتوں کا خاتمہ

(2) ذاتی جائیداد اور وراثت کا خاتمہ

(3) حب الوطنی اور قوم پرستی کا خاتمہ

(4) خاندانی زندگی' شادی کے طریقہ کار کا خاتمہ اور بچوں کے لئے طبقاتی تعلیم کا قیام

(5) تمام مذاہب کا خاتمہ

جادوئی دور کا انسائیکلوپیڈیا اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ ایلومیناٹی تنظیم کے زیر اثر پروان چڑھنے والے معاشرے نے جرمنی میں بہت زور پکڑا۔ اس نے اپنی منفرد شناخت برقرار رکھنے کے لئے میسنز کی تمام رسومات ادا کیں۔ وائیشوٹ نے گرینڈ ماسٹر کی حیثیت سے ان سینکڑوں دانشوروں پر اپنی اتھارٹی ثبت کی جنہوں نے ان کی سوسائٹی میں شمولیت

اختیار کی تھی اگرچہ ان میں سے چند ایک کو ہی وائیشوٹ تک رسائی حاصل ہو پاتی تھی۔ 1780ء میں جرمن بیرن وان نگ، میسن کے ایک گرینڈ ماسٹر نے اس سوسائٹی میں شمولیت اختیار کی جس کے آنے سے اس سوسائٹی کے اثر ورسوخ میں بے پناہ اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ وائیشوٹ اور نگ نے چرچ اور ہیسبرگ کا تختہ الٹنے کی نیت سے انقلاب برپا کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ 1784ء میں جب بویریا کی حکومت کو طے شدہ انقلاب کے متعلق خفیہ اطلاع موصول ہوئی تو دونوں گرینڈ ماسٹر نے ایلومیناٹی تنظیم کو توڑ ڈالا اور عام میسونک بستیوں میں پناہ لے لی۔

مورخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انقلاب فرانس کے فرینکوئیس نوئل بابوئیف جیسے کئی کرداروں کا تعلق ایلومیناٹی تنظیم سے تھا۔ ایلومیناٹی مذہب کے خلاف نہ ختم ہونے والی جارحیت کے اعتبار سے مخصوص شہرت کی حامل تھی۔ مورخ مائیکل ہوورڈ کے مطابق، گرینڈ ماسٹر وائیشوٹ مذہب کے خلاف شدید نفرت رکھتا تھا۔ ان کا پہلے سے طے شدہ انقلاب کا منصوبہ تو پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن ان کے "بھائیوں" نے فرانس میں کامیابی کے ساتھ انقلاب فرانس کے لئے راہ ہموار کی۔

انقلاب فرانس اور جیکس ڈی مولے کا انتقام

آپ کو یاد ہوگا کہ فرانس میں کیتھولک چرچ اور بادشاہ کے مشترکہ آپریشن کے ذریعے، ٹمپلروں کو گرفتار کیا گیا اور ان کی تنظیم کو تالا لگ گیا۔ آنے والے حالات نے ثابت کر دیا اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ بچ جانے والے ٹمپلروں (جو بعد میں میسنز میں تبدیل ہو گئے) کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ان دو اداروں کو کمزور بلکہ تباہ کرنا تھا۔ اس پس منظر میں میسنز کا کردار انقلاب فرانس کے جنم میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

انگلستان کا تاریخ دان مائیکل ہوورڈ انقلاب کی تیاری میں میسنز کی بستیوں کے کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ گرینڈ ماسٹر سیویلٹ ڈی لاگ نے ان بستیوں میں سے ایک کی بنیاد رکھی۔ اس کا نام "سچائی کے دوست" تھا۔ اس بستی نے ایک نظریاتی سوچ کو جنم دیا۔ اس کے سیاسی فلسفے نے سماجی اصلاحات کیلئے فریم ورک مہیا کیا جس نے انقلاب کا راستہ ہموار کیا۔ نو بہنوں نیوف سائیرز کے نام پر سیویلٹ ڈی لاگ سے وابستہ اور اور بستی بھی تھی جس نے نیولٹائر، بنجامن فرینکلن، جان پال جانز جیسے ممبروں کو اپنے اندر سمو لیا تھا۔ اس بستی میں نظریاتی سیکولر سوچ رکھنے والے ایک ایسے نظام کی تدبیر ہو رہی تھی جو اپنی تاریخ، نظریات، ادب، کیمیا اور طب کے شعبوں میں چرچ سے یکسر الٹ تھا۔ انقلاب کے دوران بستی کے قائم کردہ اپولو کے کالج کا نام بدل کر لائسی ریپبلکن رکھ دیا گیا۔

انقلاب کے تھوڑے عرصے کے اندر لکھی جانے والی کتب میسنری کے اہم کردار کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ایک مشہور و معروف دعوئی کے مطابق وہ بغاوت جس نے انقلاب کی

داغ بیل ڈالی اس کی منصوبہ بندی 1782ء میں ول ہیمسیڈ میں منعقد ہونے والے عظیم میسونک کنونشن میں کی گئی۔ کنونشن میں شرکت کرنے والوں میں سے ایک شرکت کنندہ کومٹے ڈی مرابی تھا جو انقلابیوں کا رہنما تھا۔ فرانس واپس لوٹنے پر اس نے کنونشن میں کیے گئے فیصلوں کو فرانس کی بستیوں میں نافذ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ پس پردہ کومٹے نے انقلاب میں ایک نہایت اہم کردار ادا کیا۔ کومٹے سسلی میں پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام جوزف بلسامو تھا۔ ایلومیناٹی کے ایک ممبر اور جرمنی میں کلاسیک میسونک بستیوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اسے تنظیم کے انقلابی اور جدید خیالات پر مبنی مشن کو یورپ میں پھیلانے کیلئے منتخب کیا گیا۔ اس دورے کے اختتام پر وہ فرانس چلا گیا اور جیکو بن بن گیا۔ 1785ء میں گرینڈ میسونک کانگریس کے موقع پر اس نے انقلاب کی تیاریوں کے سلسلے میں نئے احکام وصول کیے۔ اسی سال کیگیلی آوسٹرو ہیروں کے ہار کے واقعے کا مرکزی کردار تھا۔ اس واقعے میں ملکہ کو ایک سازش کا نشانہ بنایا گیا۔ اس سازش کا جال بننے والوں کا مقصد یہ پیغام دینا تھا کہ ملکہ کا کارڈینل کے ساتھ محبت کا چکر تھا۔ اس واقعے نے چرچ اور ریاست دونوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ فرانس کے مشہور ناول نویس الیگزنڈر ڈوماس نے تصدیق کی کہ اس سکینڈل کا جال میسنز کا بچھایا ہوا تھا۔

منتخب نمائندے اور بستی کے منتخب کردہ ایجنٹ کی حیثیت سے انقلاب کا پیش خیمہ بننے والے کئی اہم واقعات کا مرکزی محور رہا تھا۔ 1787ء میں آنے والے انقلاب کے حوالے سے اس نے لندن سے پیرس میں مقیم ایک دوست کو لکھا کہ باسٹائیل کو تباہ کر دیا جائے گا اور چرچ اور ریاست کی حاکمیت اعلیٰ کو پاش پاش کر دیا جائے گا۔ اس کے بدلے میں عقل کی بنیاد پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جائے گی۔ کیگیلی آوسٹرو قسمت کا حال بتانے والا شخص نہیں تھا۔ چنانچہ اس کے خط میں تحریر شدہ انفارمیشن بستی میں مقیم اس کے

پرانے ساتھیوں سے حاصل کی گئی تھی جیسا کہ مائیکل ہوورڈ تحریر کرتا ہے کہ 1785ء تا 1789ء تک فرانس میں موجود میسونک بستیاں مکمل طور پر سلطنتوں اور مضبوط حکومتوں کے خلاف کام کر رہی تھیں۔

کسی حد تک انقلاب فرانس فری میسنری کی کوشش تھا۔ میسنز کی سوچ یہ تھی کہ ان کے من پسند نئے سماجی نظام کیلئے انقلاب ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ مزید یہ کہ اس انقلاب سے جو کھاڑ پچھاڑ ہوگی اس سے فرانسیسی حکومت سے اس سلوک کا بدلہ لینے کا موقع میسر آ جائے گا جو انہوں نے ٹمپلرز سے روا رکھا تھا۔ جب ایک مشتعل ہجوم مارچ کرتا ہوا باسٹل پہنچا تو کو مٹے مرابی چلایا ''فرانسیسی حکومت کی بت پرستی کے تابوت میں ٹمپلروں کی تنظیم کے بھائیوں اور بہنوں نے آخری کیل ٹھونک دی ہے'' باسٹل کو تباہ و برباد کرنے کے پیچھے اصل مقصد باسٹل کی غیر اہم جیل سے قیدیوں کی صرف رہائی ہی نہیں تھا بلکہ اسے کسی اور وجہ سے انقلاب کی علامت بنانا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں 1314ء میں پھانسی سے قبل گرینڈ ماسٹر جیکس ڈی مولے کو قیدی بن کر کئی سالوں تک رکھا گیا تھا۔ انقلاب کا مقصد ڈی مولے کا انتقام لینا تھا اسی وجہ سے پاسٹل کو سب سے پہلے نشانہ بنایا گیا۔

انقلاب میں نیو ٹمپلرز یا میسنز کے عملی کردار کا راز 1789ء میں اس وقت افشا ہوا جب کیتھڈرل اور پاپائیت کی مشترکہ فورس نے کیگلی اوسٹرو کو گرفتار کیا۔ اس نے جلد ہی اقبال جرم کر لیا اور جو کچھ وہ جانتا تھا اگل دیا۔ یہ سب کچھ اس نے اس امید پر کیا کہ اس کی جان بچ جائے گی۔ سب سے پہلی بات جو اس نے پکڑنے والی فورس کو بتائی وہ یہ تھی کہ میسنز تمام یورپ میں انقلاب برپا کرنے کی تدبیر سازی کر رہی تھی۔ یہ سب کچھ ٹمپلروں کے شروع کردہ کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔ اس کام کا نام پاپائیت کا خاتمہ یا اسے زیر کنٹرول لانا تھا۔

انقلاب کو آگے بڑھانے کیلئے میسنز اور الیومیناٹی کے استعمال کردہ طریقے بے رحم اور ظالمانہ تھے۔ نیو ورلڈ آرڈر میں ولیم ٹی سٹل کے مطابق 1789ء کے موسم گرما اور بہار میں اناج مارکیٹ میں الیومینائی کی پشت پناہی پر اناج کی ایک مصنوعی قلت پیدا کی گئی۔ اس قلت نے ایک ایسے شدید قحط کو جنم دیا کہ ساری قوم بغاوت کے دہانے پر پہنچ گئی۔ اس سکیم کے سرکردہ کرداروں میں سے ایک ڈک ڈی اور لینز تھا جو گرینڈ اورینٹ بستیوں کا گرینڈ ماسٹر تھا۔ الیومیناٹی کا دعویٰ تھا کہ ان کا انقلاب نچلے طبقوں کے فائدے کیلئے ہوگا جس میں لوگ ہی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں جبکہ حقیقت میں سازشیوں نے خوراک کی رسد روک لی اور قومی اسمبلی میں اصلاحات کا راستہ روکا جس سے صورتحال دگرگوں ہوگئی اور ایک کثیر آبادی بھوک اور ناقوں کا شکار ہوگئی۔

قوم کے اردگرد خوف کا ایک ماحول پیدا کیا گیا۔ گھڑ سوار ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر شہریوں کو نوید سنا رہے تھے کہ ڈاکو شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ہر شخص کو اسلحہ اٹھالینا چاہئے۔ شہریوں کو ہدایت دی گئی کہ سازشی کھلی جگہوں پر اکھٹے ہو رہے ہیں اور بادشاہ کے حکم پر تمام افراد ہر چیز کو آگ لگا دیں۔ لوگ اپنے حاکم کے تابعدار تھے۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ جلد ہی تباہی کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اور آگ قابو سے باہر ہونے لگی۔ انارکی اور شورش پسندی بڑھتی چلی گئی کیونکہ خوراک کے ساتھ شہریوں نے دوسری چیزوں کی بھی لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ انقلاب کے شروع ہونے کے ساتھ ہی جیکوبنز نے جن کی اکثریت میسنز پر مشتمل تھی۔ دہشت گردی کی ایک منظم مہم شروع کر دی۔ بادشاہت کے دس ہزار حامی افراد اور چرچ کے ممبران بلیڈ بردار اسلحے سے لیس کر کے فرانس کو خون میں نہلانے کیلئے بھیجے گئے۔ یہ بلیڈ نما آلہ جنگی مجرموں اور دشمنوں کی گردنیں اڑانے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس دور کے خون آشام واقعات اور دہشت پر مبنی میسونک

پیرس کی گلیوں میں موت کا ننگا ناچ ہو رہا تھا۔ گلیوں میں دہشت اور خوف و ہراس کا راج تھا۔ نومبر 1793ء میں سارے فرانس میں پادریوں کے قتل عام کے ساتھ مذہب کے خلاف کی منظم مہم کا افتتاح کیا گیا۔ برستانوں میں الیومیناٹی کا عظیم مقصد اینا گورس چھاؤمیی کے ایک حکم کے ذریعے پھیلایا گیا جس میں درج تھا۔ ''موت ایک گہری نیند کا نام ہے''۔ پیرس کے چرچوں میں عقلی میلے منعقد کیے گئے جن میں عام کردار کی عورتوں کو دیویوں کا درجہ دیا گیا۔ انہیں روٹرین (Eroterion) کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ یہ سارا عمل وائیشپ کے نبت کے دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے کے منصوبے کی طرز پر کیا گیا۔

1793ء کے اختتام پر نئی انقلابی ری پبلک کے سامنے ہزاروں لوگوں کے ایسے سینکڑوں مسائل تھے جن کو روزگار فراہم نہیں کیا جا سکا تھا۔ انقلابی رہنما ایک نئے خوفناک منصوبے پر عمل پیرا ہوئے جس پر بعد میں دہشت گردوں نے عمل درآمد کرنا تھا۔ یہ منصوبہ ''آبادی کم کرنے کا تھا'' یعنی فرانس کی 25 ملین کی آبادی کو کم کر کے آٹھ یا سولہ ملین تک کر دیا جائے۔ اس کا انحصار تجویز کردہ طریقہ کار پر تھا۔ میکذ یملین روبس پائری کے خیال میں آبادی گھٹانا بہت ضروری بلکہ ''لازمی'' تھا۔

اس مذموم مقصد کی تکمیل کی نیت سے انقابی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن کا دن رات پر محیط تھا یعنی ''انسانوں کا خاتمہ''۔ نقشوں کی مدد سے تجزیہ کیا جا رہا تھا کہ کتنے انسان کس تناسب سے ہر شہر میں لازماً قربان کیے جائیں گے۔ خوفناک انقلابی عدالتیں فیصلہ کرتی تھیں۔ کہ کون مارا جائے گا' متاثرین کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اموات کی مختلف شکلوں میں بڑھتا چلا گیا۔ نینٹس (Nantes) میں 500 بچے صرف ایک مذبحہ خانے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئیں۔ دہشت کے سائے لمبے ہوتے چلے گئے یہ دہشت حکومتوں اور

کے گھاٹ اتار دیئے گئیں۔ دہشت کے سائے لمبے ہوتے چلے گئے یہ دہشت حکومتوں اور چرچ کے خلاف پروان چڑھنے والی جارحیت کی پیداوار تھی اور اس کی باگ ڈور ٹمپلروں کے جانشینوں میسنز اور ایلومیناٹی کے ہاتھ میں تھی۔

1796ء میں "جیکس ڈی مولے کے مقبرے" کے عنوان سے ایک کتاب فرانس میں شائع ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ انقلاب فری میسنز کے ہاتھوں برپا ہوا جن کا ماخذ جیکوبنز کے عنوان سے اپنی یادداشتوں میں لکھا کہ ٹمپلر ابھی تک فری میسنری کے سامنے یا پشت پر موجود ہیں اور انقلاب کے پیچھے ان کا ہاتھ ہے۔ اس کے دعویٰ کے مطابق انگلستان کی خانہ جنگی ٹمپلروں کی ہی سازش کا نتیجہ تھی۔

1808ء میں پیرس میں واقع سینٹ پال کے چرچ میں جیکس ڈی مولے کی یاد میں ایک عوامی سروس کا انعقاد کیا گیا۔ اس سروس میں میسن حاضرین نے ابتدائی زمانے کے ٹمپلروں کا لباس پہن رکھا تھا۔ انہوں نے ڈی مولے کی ہڈیوں اور ذاتی اشیاء پر رسومات ادا کیں وہ ٹمپلروں کے روایتی صلیب کے سرخ نشان والا بینر اٹھا کر پیرس کی گلیوں میں پیدل مارچ کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ بادشاہ اور چرچ کے ہاتھوں پیرس میں اس کی پھانسی کی پانچ صدیوں بعد ڈی مولے کی یاد میں پیرس میں ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی لیکن اس وقت وہاں کوئی بادشاہ تھا اور نہ ہی کوئی چرچ اور انسانی خون کی ارزانی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

جیک دی رائپر کی اندرونی کہانی

میسنز کی سیاسی سرگرمیوں میں خاص طور پر غیر قانونی کاموں پر تحقیق کے دوران بدنام رائپر کے قتل سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قتل سن 1888ء میں لندن میں ایک سیریز کی شکل میں کیے گئے۔ نو ہفتوں کے عرصے میں پانچ طوائفوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ ان قتال کا معمہ حل نہ کیا جا سکا اور قاتل بھی پکڑے نہ جا سکے۔ جیک دی رائپر کے دستخط شدہ خطوط ان قتلوں کے فوراً بعد پولیس کو بھجوا دیئے گئے یعنی قاتل اپنے عرف نام کے ساتھ پولیس کے سامنے موجود تھا لیکن قاتل پکڑے نہ جا سکے۔ جیک دی رائپر کے دستخط شدہ خطوط ان قتلوں کے فوراً بعد پولیس کو بھجوا دیئے گئے۔ یعنی قاتل اپنے عرف نام کے ساتھ پولیس کے سامنے موجود تھا لیکن قاتل پکڑے نہ جا سکے۔ بہت سے افراد جنہوں نے اس معمے کی تحقیق کی ہے نتیجہ نکالا کہ قتلوں کے پیچھے سیاسی محرکات کار فرما تھے۔ شواہد اس بات کا پتہ بتاتے ہیں کہ میسنز اس سازش کے پس پردہ موجود تھے۔

ان قتال سے تھوڑا عرصہ پہلے برطانوی حکومت کو ایک بڑے سکینڈل سے شدید دھچکا لگا۔ ملکہ وکٹوریہ کا بڑا بیٹا جو بعد میں بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام سے تخت نشین ہوا' انگریزی فری میسنز کا گرینڈ ماسٹر تھا۔ تھیوری کے اعتبار سے اس کا بیٹا ایڈی بادشاہ بننے کا اہل ہوگا اگر اس کا دادا اور باپ اس کے سامنے انتقال کر جائیں لیکن ایڈی کی ذاتی زندگی محل کے نظم و ضبط والی زندگی کے تابع نہیں تھی۔ وہ خفیہ طور پر اپنے مصور دوست والٹر سیکرٹ اور

دوسرے دوستوں سے ملتا رہتا تھا ایسے ہی کئی دوروں میں سے ایک کے دوران وہ نچلی ذاتوں سے تعلق رکھنے والی اور کیتھولک عقیدے سے وابستہ ایک لڑکی اینی کروک سے ملا۔ لڑکی ایک دکان پر کام کرتی تھی۔ وہ جلد ہی اس لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد لڑکی نے اس کے بچے کو جنم دیا تو انہوں نے خفیہ طور پر شادی کر لی۔ سیکرٹ نے ایڈی اور اینی کی بچی کے لئے ایک آیا کا بندوبست کیا۔ میری کیلی اور سیکرٹ ان کی خفیہ شادی کے گواہ تھے۔

اس دوران برطانیہ سیاسی ابتری کے دور میں سے گزر رہا تھا۔ اگر عوام کو ایڈی کی خفیہ شادی کا علم ہو جاتا اور وہ بھی اپنی جیسی عورت کے ساتھ تو اس کے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے تھے جن میں بادشاہت کا خاتمہ بھی ممکن تھا کیونکہ برطانوی قانون کے مطابق کوئی حکمران کسی کیتھولک سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ سکینڈل ہر اس شخص کے لئے خطرہ تھا جو برطانیہ کے سیاسی اور سماجی نظاموں میں دلچسپی رکھتا تھا خاص طور پر فری میسنز۔

جب اس خفیہ کہانی کی بھنک ملکہ وکٹوریہ کے کانوں تک پہنچی تو ملکہ نے حکم دیا کہ اس کے وزیراعظم لارڈ سالسبری اور ایک ممتاز میسن اس کہانی کو دفن کر دیں۔ سالسبری نے اینی کو پاگل خانے میں داخل کروا دیا جہاں وہ 32 سال بعد انتقال کر گئی۔ اس کی بیٹی نے بعد میں سیکرٹ کی بیوی بن کر اس کے لئے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ اس خفیہ کہانی کی ایک گواہ میری کیلی شراب کی رسیا ہو گئی اور طوائف بن گئی اور ایک دن نشے کی حالت میں اس نے یہ سربستہ راز اپنی تین طوائف ساتھیوں کے سامنے اگل دیا۔

جب ان تین پیشہ ور عورتوں نے ایڈی کا یہ راز افشا کرنے کی دھمکی دی تو سالسبری نے فیصلہ کیا کہ اس خطرے کا اب قلع قمع ہو جانا چاہیئے اس کام کے لئے اس نے سر ولیم گل کی مدد لی۔ سر ولیم گل ملکہ کے معالج کے علاوہ فری میسن کے اعلیٰ عہدیدار تھے۔

یہ وہی شخص تھا جس نے اپنی کو پاگل قرار دے کر پاگل خانے بھجوا دیا تھا۔ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے گل نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ان تینوں کے منہ پر مستقل تالا لگانا ممکن نہیں تھا اور راز افشا ہونے کی صورت میں بادشاہت اور فری میسنری کی ساری تنظیم خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ ان حالات میں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ انہیں میسونک رسم کے مطابق یکے بعد دیگرے قتل کر دیا جائے۔ اس پس منظر میں دل ہلا دینے والے "ریپر" کے قتال وقوع پذیر ہوئے۔ وزیر اعظم حکومت کے دوسرے ممبران اور پولیس نے ایڈی کی اس خفیہ کہانی پر پردہ ڈال دیا اور میسونک بھائی چارے سے ایسی ہی توقع تھی۔ انہوں نے اسے خفیہ رکھا اور گل کی تعریف کی کہ اس نے اعلیٰ درجے کے احساس ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ گل نے اپنا ڈرائیور نیٹلے سیکرٹ کو آمادہ کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ ان چار طوائفوں کو تلاش کرنے اور شناخت کرنے میں مدد دے چنانچہ انہیں تلاش کر کے اٹھوا لیا گیا اور بے رحمی سے قتل کر کے ان کے لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد مخصوص مقامات پر ٹھکانے لگا دیا گیا۔

گل کے قتال کی کہانی

(1) اگست 1888ء کو میری این نکولس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا گلہ کان سے شروع ہو کر ایک دائرے کی شکل میں کاٹ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد پیٹ چاک کر دیا گیا تھا۔

(2) اسی سال کی 8 ستمبر کو اینی چیپ مین کو گلہ کاٹ کر قتل کر دیا گیا۔ اس کی زبان اس کے دانتوں کے درمیان پھنس کر پھول گئی تھی۔ اس کا پیٹ کاٹ کر اور انتڑیاں کھینچ کر دایاں کندھے پر دھر دی گئی تھیں جبکہ وہ معدے سے ابھی تک جڑی ہوئی تھیں۔ معدے کا کچھ حصہ کاٹ کر بائیں کندھے پر ڈال دیا گیا تھا۔ اس کی بچہ دانی نکال لی گئی تھی اور زیب تن زیورات نوچ لئے گئے تھے۔

(3) 30 ستمبر کو الزبتھ سٹرائیڈ کو ایک جبڑے سے دوسرے جبڑے تک گلہ کاٹ کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔

(4) 30 ستمبر کو گل کا نشانہ سب سے اہم شکار میری کیلی تھی۔ اس سے پہلے اس نے غلطی سے کیھرین ایڈوز کو قتل کر ڈالا تھا جو میری اینی کیلی کا نام استعمال کر رہی تھی۔ ایڈوز کا بھی گلہ کاٹا گیا لیکن ایک کان سے دوسرے کان تک اس کا ناک اور دایاں کان مکمل طور پر کاٹ لیا گیا تھا جبکہ چہرے پر جا بجا زخم لگا کر اسے بگاڑ دیا گیا تھا۔ اس کے دونوں گردے اور بچہ دانی جسم سے نکال لئے گئے تھے۔ پولیس نے اس کے لباس کا ایک ٹکڑا خون میں نہایا ہوا برآمد کیا جو لاش کے جسم پر موجود لباس کے حصے پر فٹ بیٹھتا تھا۔ ایڈوز کی لاش کے اوپر موجود سایہ رنگی دیوار پر سفید چاک سے یہ تحریر لکھی ہوئی تھی۔ "یہودی ہی وہ انسان ہیں جن پر بلاوجہ کوئی

(5) 9 نومبر کو گل اور اس کے جرم میں شریک کار نے میری کیلی کو اس کے فلیٹ میں قتل کر کے اپنی ابتدائی غلطی درست کی۔ اس کا بھی گلہ کاٹ دیا گیا تھا۔ معدہ نکال کر اس کی چھاتیاں کاٹ لی گئی تھیں۔ اس کے بازو جسم سے علیحدہ کر کے چہرے کو اس قدر بگاڑ دیا گیا تھا کہ پہچاننا ممکن نہ تھا۔ اس کی بچہ دانی، گردے اور چھاتیاں میں سے ایک اس کے سر کے نیچے رکھ دی گئی تھیں۔ دوسری کو اس کے دائیں پاؤں کے قریب جگر کو اس کے پاؤں کے درمیان، انتڑیاں دائیں طرف اور تلی بائیں طرف رکھ دی گئی تھیں اس کا دل اور بایاں پھیپھڑا غائب تھے۔

ان واقعات، کی تحقیق کرنے والوں کو پس پردہ حقائق کا علم ہوا اگر یہ تمام قتل پہلے سے طے شدہ نہ ہوتے تو لاشوں کو مسخ اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا انتہائی خطرناک ہوتا۔ تیسرے شکار سٹرائیڈ نے گاڑی میں سوار ہونے سے انکار کر دیا جس پر اسے وہیں گلی کے بیچوں بیچ قتل کر دیا گیا۔ ان تمام دلخراش واقعات کے پیچھے متحرک میسونک کی رسوم تھیں چنانچہ ان قتال کو ''رسوماتی قتل'' قرار دیا جا سکتا تھا۔ جس طریقے سے مرنے والوں کے اعضا کی بے حرمتی کی گئی تھی اس کا ذکر میسونک کتابوں میں باغیوں کو دی جانے والی سزاؤں کے حوالے سے آتا تھا۔

انہی متفرق تحقیقات اور خیالات کے وسط میں اس تمام قتل و غارت کو ''جیک دی ریپر کے قتال'' کا نام دیا گیا اور کسی سیاسی سازش کا حصہ قرار دیا گیا جس کا ارتکاب میسنز نے کیا۔ اس بات کے قومی شواہد موجود ہیں کہ میسنز نے دوسرے قتلوں کا بھی ارتکاب کیا۔ ان قتلوں میں وولف گینگ ایماڈیوس موزارٹ اور کیپٹن ولیم مورگن کو قتل کرنے کے واقعات تھے۔ دونوں پر فری میسنری کے خلاف سازش کرنے کا الزام تھا۔ 1890ء میں میسنز کے ایک اعلیٰ عہدیدار اور قتلوں کے شبے کے زیر الزام ڈاکٹر گل کی موت کی خبر چار سو پھیل

کے ایک اعلیٰ عہدیدار اور نقلوں کے شبے کے زیر الزام ڈاکٹر گل کی موت کی خبر چار سو پھیل گئی۔ لیکن در حقیقت وہ تھامس کین کے ایک دوسرے نام سے ایک پاگل خانے میں مریض کی حیثیت سے پناہ لئے ہوئے تھا۔ وہ اس جھوٹی خبر کے چند سال بعد فی الحقیقت مر گیا۔

مصور سیکرٹ نے جو ہر واقعے اور اس کے پس پردہ عوامل سے آگاہ تھا اپنے بیٹے جوزف کو اصل کہانی سنائی۔ صدی کی تین دہائیاں گزرنے کے بعد جوزف نے اپنے باپ کے مشاہدے میں آئے واقعات صحافی سٹیفن نائٹ کو بتائے۔ یہ صحافی میسنری امور کا ماہر تصور کیا جاتا تھا۔ اس صحافی نے جیک دی ریپر آخری حل 1976ء کے نام سے ان واقعات کی اشاعت کی۔

اس کتاب کی اشاعت نے بہت سے متنازعہ مسائل کو ہوا دی۔ فری میسنری نے ان الزامات کی کھلم کھلا تردید کی چاہے تمام شواہد اس سے الٹ موضوع نے پھر سر اٹھایا جب ہالی وڈ کی ریکارڈ ساز فلم "جہنم سے" ریلیز کی گئی۔ اس فلم میں جیک دی ریپر قتلوں کو تاریخی شواہد کی مدد سے ایک کہانی کی شکل میں پیش کیا گیا اور میسنری سازش کا پردہ اٹھا لیا گیا۔ یہ کہانی شاید سمندر سے پانی کا ایک قطرہ اٹھا لینے کے مترادف ہے۔ میسنری مکمل طور پر ایک رازدارانہ ماحول اور معاشرہ ہے جو اپنے راز باہر نہیں آنے دیتے۔ ان کے معاملات کو ٹھیک ٹھیک دیکھ پانا ویسے ہی ایک مشکل امر ہے جیسے دھندلے شیشوں کے پیچھے دیکھنا جن کے پیچھے بہت کچھ چھپا ہوتا ہے۔ جیک دی ریپر کیس میں واقعات کا افشا ہونا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ان کے خفیہ معاشرے میں دہشت کا عنصر کس حد تک شامل تھا۔ آنے والے صفحات میں دھندلے شیشوں کے آر پار واقعات کی زیادہ بہتر عکاسی کی کوشش شامل حال ہوگی۔

بینکار کا اغوا

مارچ 1981ء میں دو میلانیز وکلا 1979ء سے تعلق رکھنے والے اغوا کے ایک جعلی واقعہ کی تفتیش کر رہے تھے۔اس واقعے میں بین الاقوامی شہرت یافتہ ایک بینکار غائب ہو گیا تھا۔ یہ بینکار جس کا نام مچلے سینڈونا تھا' سسلی میں پیدا ہوا اور ویٹیکن کے مالیاتی امور کا مشیر تھا۔اس کے بارے میں عام تاثر تھا کہ اس کا تعلق مافیا کے ساتھ تھا۔ تفتیشی وکیلوں نے بڑی دلچسپ کھوج لگائی۔ حکام سے بھاگتے ہوئے اور پالرمو میں چھپتے چھپاتے' سیڈونا نے اچانک 600 میل شمال کی جانب واقع ایک قصبے اریذو کی طرف سفر کیا جہاں اس کی ملاقات کپڑا تیار کرنے والے لیسیو جیلی کے ساتھ ہوئی۔

اگر سینڈونا جیسی شخصیت لیسیو جیلی سے ملنے کے لئے اپنی کمین گاہ بھی چھوڑ دیتی ہے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے لیسیو جیلی کی شخصیت کتنی اہم ہو گی۔ اسی وجہ سے تفتیش کرنے والوں نے جیلی کی تفتیش کرنے کا حکم دیا۔ 17 مارچ کو تفتیشی پولیس افسروں نے اس کے صنعتی دفتر کی تلاشی لی اور 962 افراد کے ناموں پر مشتمل ایک فہرست پائی۔ یہ کوئی عام فہرست نہیں تھی۔اس فہرست میں پراپیگنڈا ڈیو میسونک لبستی پی 2 کے ممبران کے نام تھے جن میں سے جیلی گرینڈ ماسٹر تھا۔

حیران کن امر یہ تھا کہ اس فہرست میں اٹلی کے چند بہت ہی اہم افراد کے نام سروس کے بڑے افسران بیورو کریسی اور سفارتکاری کے شعبوں سے وابستہ سینکڑوں افراد اٹلی کے چار بڑے شہروں کے پولیس کمانڈوز' صنعت کار' سرمایہ کار' ایڈیٹر' کوریئر ڈیلا سیرا

کا اور 24 صحافی اور ٹی وی شخصیات شامل تھیں۔ مجلے سینڈوما کا نام بھی فہرست میں شامل تھا۔ بستی کا ایک دوسرا ممبر بینکار رابرٹ کالوی تھا جس کی لاش کچھ عرصے بعد لندن میں واقع بلاک فرائیرز کے پر لٹکتی پائی گئی۔ اس کی موت روایتی میسونک سٹائل کی رسوماتی پھانسی کے ذریعے ہوئی اور اس چرچ سے صرف چند سوگز کی دوری پر جو قرون وسطی میں ٹمپلروں کی زیر ارادت تھا۔

یہ بات لکھنا لائق سمجھ ہے کہ پی 2 کے ہر ممبر نے جیلی کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھایا تھا۔ یہ 962 ممبران داسیوں کے مختلف گروپوں میں تقسیم تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا اپنا ماسٹر ہوتا تھا۔

جیلی نے میسنری بستی کو اسی رازداری اور پیشہ ورانہ طریقے سے چلایا کہ اس بستی کے ممبران اپنے سیلوں سے باہر کسی کو نہیں جانتے تھے۔ صرف ہر سیل کا گرینڈ ماسٹر اپنے تمام ممبران کو جانتا تھا لیکن بستی کا گرینڈ ماسٹر لوسیو جیلی کون تھا؟ وہ ایک جنگجو تھا جو کسی نظریے کی خاطر ہر وقت لڑنے پر تیار رہتا تھا۔ اس نے فاشسٹوں کی طرف سے اسپانیہ کی خانہ جنگی میں حصہ لیا تھا وہ میسولینی کا نظریاتی پیروکار تھا۔ جنگ کے بعد وہ اطالوی ضاع نگاروں پر ظلم کرنے میں ملوث پایا گیا تو اسے ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اس نے ارجنٹائن میں پناہ لی اور صدر جوآن پیرون کا قریبی دوست بن گیا اور یہاں وہ پی 2 میسونک بستی کا گرینڈ ماسٹر تھا۔

ان تمام انکشافات نے اٹلی کو ہلا کر رکھ دیا۔ مزید تفتیش سے انکشاف ہوا کہ یہ میسنری بستی حکومتی معاملات میں مداخلت کر رہی تھی اور اٹلی کے نہ ختم ہونے والے کرپشن کے سیکنڈلوں کا مرکزی کردار تھی۔ میسونک کارڈینل بھائیوں کی مدد کے علاوہ بستی نے ویٹیکن کو پیسہ بنانے والے ایک ادارے میں تبدیل کر دیا تھا۔ یہ بستی اٹلی کے مشہور زمانہ مافیا

کی طاقتور ترین برانچ تھی۔ پی 2 قتل اور دہشت گردی کے بہت سے واقعات میں ملوث تھی۔

کافی عرصے سے پی 2 لاطینی امریکہ اور یورپ کے فاشسٹ گروپوں کو ویٹیکن اور سی آئی اے کے فنڈز سے رقوم فراہم کرتے رہے تھے۔ میسنری بستی کے ممبر مچلے بینڈونا کو ایک اطالوی وکیل کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا جو جیل میں زہریلی کافی پینے سے مر گیا۔ وہ نہ صرف پی 2 کا خزانچی تھا بلکہ ویٹیکن کا مالیاتی اور سرمایہ کاری کا مشیر تھا۔ بینڈونا ویٹیکن کے اطالوی اثاثے فروخت کر کے امریکہ میں اس رقم سے سرمایہ کاری کرنے کا ذمہ دار تھا۔ وہ مافیا اور سی آئی اے دونوں کے لئے کام کرتا تھا۔ اس نے 1967ء میں یونانی فوجی حکومت کے برسر اقتدار آنے پر یوگوسلوایا میں دوستوں کو رقوم فراہم کی تھیں۔

پارلیمانی کمیشن جو اس معاملے کی تفتیش کر رہا تھا اس نے دریافت کیا کہ پی 2 ایک بین الاقوامی ادارہ تھا جو اسلحے کی تجارت سے لیکر تیل کی قیمتوں پر اثر انداز ہوتا تھا۔ لیچیو جیلی کو بینکنگ سکینڈلوں اور بدنام خفیہ اور غیر قانونی پی 2 بستی کے حوالے سے 12 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

پی 2 کا قصہ کیا تھا

پی 2 کی سیاسی سرگرمیاں اور قتل و غارت گری خوفناک حالات کا عندیہ دیتے ہیں۔ لیکن اس کا تنظیمی ڈھانچہ اور رسومات بھی ویسی ہی تھیں۔ اس بستی کی تعمیر نہایت رازداری سے کی گئی تھی اور ہر ممبر تنظیم میں آتے یا جاتے اس رازداری کو برقرار رکھنے کا پابند تھا۔ ایک اطالوی صحافی لوئجی ڈیفونڈو اپنی کتاب ''سینٹ پیٹر کا بینکر'' میں پی 2 کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس بستی کے سابقہ ممبران کے اقبال جرم نے تنظیم کے پیسہ بنانے اور مافیا سے روابط کی سرگرمیوں پر سے پردہ اٹھایا۔ انٹرویو کے دوران دو سابقہ ممبران نے حلف کی تفصیل بیان کی جو ان سے لیا جاتا تھا۔ انہیں ٹیکیلینی کے علاقے میں واقع ایک گھر کے کمپاؤنڈ میں لے جایا گیا۔ حد نظر تک 12 فٹ بلند دیوار تھی۔ درمیانی صحن کے وسط میں درخت کی شاخ جیسا فوارہ کھڑا تھا۔ بستی کے کمپاؤنڈ میں کوبرا کی طرح کا ایک مجسمہ نصب تھا جو تمام کمپاؤنڈ کی نگرانی کرتا محسوس ہوتا تھا۔ اس کوبرا کا سر انسانی کھوپڑی سے دگنا تھا اور اس کی ایک آنکھ تھی جو دن کے وقت نیلے رنگ کی اور رات کے وقت سرخ رنگ کی نظر آتی تھی۔ کوبرا کی اس آنکھ کے پیچھے ایک کلوز سرکٹ کیمرہ موجود تھا جو ہر آنے جانے والے پر چاہے وہ بلایا گیا ہو یا بن بلایا ہو نظر رکھتا تھا کیونکہ فوارہ آنے والے کی سمت میں حرکت کرتا تھا۔ فوارے میں لگا کیمرہ گھر کے اندر ایک کمرے سے کنٹرول کیا جاتا تھا جہاں آٹھ مانیٹرز موجود تھے۔ ہر مانیٹر کے ساتھ 5 سٹیشن تھے جو مہمانوں کے 8 کمروں' تالاب'

کھانے' آرام کے کمرے اور پارٹی والے کمرے کی نگرانی کرتے تھے۔ تقریباً دس کیمروں سے کوبرا کے اندر موجود ایک کمرے سے انفراریڈ شیشے نصب تھے۔ باہر کی منظر کشی کرنے والے کیمرے خوبصورت ڈرائینگ کی آڑ میں چھپا دیئے گئے تھے۔ گھر کا اندرونی حصہ بہت شاندار تھا۔ ہر کمرے کا فرش سنگ مرمر اور پرانی' نایاب اشیاء سے مزین تھا۔

بلند و بالا چھتوں پر آرٹ کے فن پارے موجود ہونے کے ساتھ ساتھ' موسولینی' ٹلر اور پیرون کی تصاویر انسانی ہاتھ کے بنے ہوئے فن پاروں کی شکل میں انسانی زندگی کے مختلف ادوار کی نشاندہی کرتی نظر آتی تھیں۔ اس جگہ کا دورہ کرنے آنے والوں پر اس ماحول کا گہرا اثر ہوتا تھا۔ سال 1964ء تھا بستی میں بال کھڑے کر دینے والی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ میٹنگ کے لئے مخصوص کمرے میں پی 2 کے 12 ممبران شیطانی رسوماتوں جبہ دار لباس اور سیاہ تنیوں والا جوغہ پہنے ہوئے تھے اور سرخ رنگ کی مذاکراتی میز پر چمڑے کی کرسیوں پر براجمان تھے۔ یہ لباس کوکلکس کیلن کے ممبر افراد استعمال کرتے تھے۔

وہ جیلی کے پیروکار یہ افراد وولف پیک کے ممتاز افراد تھے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ یہ پی 2 کے مخصوص کام سرانجام دینے والا سکواڈ ہوتا تھا۔ سیاہ چوغہ پہنے پیروکار ایک دوسرے کی شخصیت سے باخبر ہوتے تھے۔ لیسو جیلی گرینڈ ماسٹر صرف وہ واحد شخص تھا جو اپنے اصل چہرے کے ساتھ نظر آتا تھا۔ دو میسنز اس ملاقاتی کمرے کے داخلے والی جگہ پر کھڑے ہوتے تھے۔ ان کے چہرے بھی ماسک میں چھپے ہوتے تھے۔ وہ ذاتی محافظ ہوتے تھے۔ کچھ کہتے تھے کہ یہ ڈ۔ تھ سکواڈ تھے۔ یہ لوگ سابقہ میسولینی کے ماننے والے فاشسٹ تھے جن کا کام گرینڈ ماسٹر کی حفاظ کرنا اور اندر موجود گیارہ افراد میں سے جو اس مشن سے غداری کا ارتکاب کرنے کی کوشش کرتا کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا۔ یہ ذاتی محافظ کلہاڑے اور خودکار اسلحے سے لیس ہوتے تھے۔ ابتدائی رسومات مافیا کی طرز پر منظم ہوتی تھیں۔ بستی

دروازہ اندر کی جانب دیوار کی طرف کھلتا ہے۔ دو محافظ کمرے کے مرکز کی طرف بڑھنا شروع کرتے ہیں جہاں ان کا چہرہ بارہ میسنز کی طرف تھا اور پشت گرینڈ ماسٹر کی طرف۔

گناہ گار نے جیسا کہ انہیں پکارا جاتا تھا' سیاہ رنگ کا چوغہ اور چہرے پر ماسک پہنا ہوتا اس کی شناخت سوائے گرینڈ ماسٹر لیسیو جیلی کے علاوہ کسی پر عیاں نہیں ہوتی تھی۔ اس سے ہر پیروکار ایک سوال پوچھتا ہے لیکن گناہ گار (ملحد) جواب نہیں دے پاتا بلکہ اس کی بجائے حفاظتی دستے میں فرائض سرانجام دینے والے محافظ اس کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ مقصد اور عقلی وجہ سے متعلق تمام رسوماتی سوالات کے جواب دیدیئے جاتے ہیں۔ جب گناہ گار تنظیم کے مخصوص عقیدے پروپیگنڈا ڈیو کا ممبر بننے کے لئے موت کو گلے لگانے اپنا چہرہ گرینڈماسٹر کی طرف کرتا ہے جو پوچھتا ہے وہ پروپیگنڈا ڈیو (Propaganda Due) کے رازوں کو محفوظ رکھنے کو تیار ہے؟ ممبر بننے کا خواہش مند آگے بڑھ کر جواب دیتا ہے جی ہاں! میں تیار ہوں، کیا تم میں اتنی کوالٹی موجود ہے کہ تم خطرے کا مقابلہ کر سکو؟ جی ہاں! میں سمجھتا ہوں، ایسی کوالٹی مجھ میں موجود ہے۔ کیا تم میں حوصلہ مندی کی خوبی موجود ہے؟ میں حوصلہ مند ہوں۔ یکے بعد دیگرے سوالات کے سلسلے میں گرینڈ ماسٹر کی طرف سے ایک مزید سوال آتا ہے اے گناہگار کیا تم لڑنے اور پھر شرمندگی حتی کہ موت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو کہ ہم جو تمہارے بھائی بنیں گے، حکومت کو تباہ کر کے صدارت کا نظام قائم کر سکیں؟ جواب! میں تیار ہوں! یہ جواب سن کر ممبر بننے کے خواہش مند کے چہرے سے نقاب ہٹا لیا جاتا ہے۔ خواہش مند کی نظر صاف ہونے میں ایک لمحہ لگتا ہے کیونکہ جب سے وہ کمپاؤنڈ میں داخل ہوا ہوتا ہے پہلی مرتبہ اس کا واسطہ روشنی سے پڑتا ہے۔ اندھا ماسک سکیورٹی کے علاوہ ایک مقصد پورا کرتا ہے۔ یہ پی 2 کی طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ممبر شپ کے بغیر وہ اندھا ہوتا ہے جبکہ تنظیم کی مدد سے راستہ واضح

واسطہ روشنی سے پڑتا ہے۔۔ اندھا ماسک سیکورٹی کے علاوہ ایک مقصد پورا کرتا ہے۔ یہ پی 2 کی طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ممبر شپ کے بغیر وہ اندھا ہوتا ہے جبکہ تنظیم کی مدد سے راستہ واضح ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

موساد کے ساتھ گٹھ جوڑ

پی 2 سے وابستہ دوسری خرافات کے ساتھ ساتھ، میسنز کی یہ بستی اسرائیل سے بھی روابط رکھتی تھی۔ مشرق وسطیٰ کا بین الاقوامی جرنل جولائی 1981ء کی اشاعت میں انکشاف کرتا ہے کہ پی 2 کے اسرائیل کے ساتھ قریبی روابط تھے۔ خاص طور پر موساد کے ساتھ اس تعلق کو پروان چڑھانے میں اٹلی کی یہودی برادری نے نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔

آنے والے سالوں میں اٹلی کے دوسرے امیر ترین شخص کارلو ڈی بینڈیٹی کے بارے میں دریافت ہوا کہ اس کا پی 2 کی میسنری بستی کے ساتھ قریبی تعلق تھا۔ اس کے علاوہ اس کے امریکہ اور یورپ میں مقیم یہودی لابی کے ساتھ بھی گہرے تعلقات تھے۔ پی 2 کی جن شخصیتوں کے ساتھ اس کے روابط تھے ان میں ہنری کسنجر، ایڈمنڈی ڈی روسچائیلڈ اور ڈیوڈ راک فیلر شامل تھے۔ اطالوی جرنل "پینوراما" نے لکھا کہ ایلی ڈی روسچائیلڈ نے میسونک بینکار رابرٹو کالوی کو مدد فراہم کرنے کے لئے ایک خطیر رقم فراہم کی جو پی 2 کے خلاف منہ کھولنے ہی والا تھا۔ ہنری کسنجر کا شمار براہ راست بستی کے بڑوں میں ہوتا تھا۔ ایک معروف ترک صحافی اگر ممکور رقم طراز ہے کہ ہنری کسنجر مونٹے کارلو کی میسونک بستی کا ایک ممبر تھا جو پی 2 کے ڈائریکٹرز کا بورڈ تھا اور مونٹی کارلو کمیٹی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس بستی کے تمام ممبران 33 ویں ڈگری درجے کے میسنز اور گرینڈ ماسٹرز تھے۔

دوسرا پہلو The other side of Deception'' میں اسی معاہدے کا ذکر ہے۔ آسٹروسکی تحریر کرتا ہے کہ پی 2 کا گرینڈ ماسٹر لیسیو جیلی اٹلی میں موساد کا اتحادی تھا اور اس کے گلیڈیو کنٹرا کے گوریلا گروپ کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ یہ گروپ موساد کا اتحادی تھا اور موساد نے 1980ء میں اٹلی کے ساتھ اپنے اسلحے کی فروخت کے سلسلے میں اسی جیلی، گلیڈیو معاہدے کو استعمال کیا تھا۔

پی 3

پی 2 کے سکینڈل کی اٹلی اور دوسرے ممالک میں علمی اہمیت تھی۔ بلاشبہ میسنز ملک میں ایک ان دیکھی قوت بن چکے تھے اور ایک مافیا تنظیم کی طرح، حکومتی خزانہ چٹ کر گئے تھے۔

ایک دلچسپ پہلو یہ تھا کہ فری میسنری کی دنیا بھر میں موجود ہائش گاہیں پی 2 سے کنارہ کشی اختیار کر رہی تھیں۔ ان کا دعویٰ یہ تھا مثال کے طور پر پی 2 سے کوئی حقیقی بستی نہیں تھی بلکہ ایک دھوکہ تھا۔ پی 2 نے اپنے آپ کو اس طرح تیار اور منظم کیا تھا جو میسنری کے اثر سے آزاد تھا۔ ان بیانات سے میسنری کی اصل فطرت کو دھندلا کرنے کا مقصد عیاں ہے۔ انگریز صحافی اور مصنف مارٹن شارٹ لکھتا ہے پی 2 ایک باقاعدہ بستی تھی جس کا قیام اور انتظام انہی خطوط اور قوانین کے تحت چلایا جا رہا تھا جن کی میسونک بستیاں تسلیم اور اطاعت کرتی تھیں۔ مارٹن بڑی تفصیل اور دلائل کے ساتھ، پی 2 اور انگریز گرینڈ بستی والوں کے درمیان قریبی تعلقات کا انکشاف کرتا ہے۔ شارٹ تحریر کرتا ہے کہ پی 2 دوسری تنظیموں سے صرف اس لحاظ سے مختلف تھی کہ اس میں اعلیٰ پیمانے کی رازداری شامل تھی۔ 1972ء میں اٹلی کی گرینڈ تنظیمی بستی کے گرینڈ ماسٹر لینو سلوینی نے جیلی کو ہدایت کی کہ وہ مکمل رازداری سے اپنا کام جاری رکھے اور دوسری اطالوی بستیوں سے دور رہے۔

پی 2 کا سکینڈل منظر عام پر آنے کے بعد، میسنز کے مافیا کے ساتھ تعلقات سامنے آ گئے لیکن جاری رہے۔ ایک معروف سیاست دان گیولیو یانڈریوٹی بھی جسے "گاڈ فادر" کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا میسن کی حیثیت سے بے نقاب ہو گیا۔ فہرست بڑھتی چلی گئی جب سکاٹ لینڈ کے ڈیموکریٹک وزیر اعظم بیٹینو کریکذی کا میسنز سے تعلق منظر عام پر آیا تو

کئی چھوٹے درجے کے پردہ نشین بھی بے نقاب ہو گئے۔ یہ واقعات اس بات کا کافی ثبوت تھے کہ پی 2 ایک غیر معمولی تنظیم تھی۔ اسی وجہ سے اطالوی پریس میں یہ چرچا عام تھا کہ اب پی 3 بھی سامنے آئے گی۔ 1993ء کے آخری دنوں کی دم توڑتی گھڑیوں میں، اطالوی پولیس نے مافیا کے سرکرداؤں میں سے ان کے سرغنہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ مشہور و معروف کردار سلواٹور رینا تھا۔ اسے بھی میسن کی حیثیت سے بے نقاب کیا گیا۔ اخبار ''لاسٹامپا Lastampa'' نے دنی کے اقبال جرم کی خبروں کو خصوصی اہمیت دی جس میں بتایا گیا تھا کہ مافیا کے بہت سے نمایاں رہنما اس (رینا) کی طرح میسنز تھے کیونکہ ججوں کی اکثریت بھی میسنز تھی، قانونی نظام ججوں کو مافیا کے لوگوں پر قانونی مقدمہ چلانے کی بجائے اپنے بھائیوں کی مدد کرنے سے روک نہیں سکا تھا۔

اس انکشاف کے راز میں نہ رہنے پر اٹلی کی اعلیٰ عدالت نے ججوں اور وکلاء کے لئے میسنز بننے میں شامل کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ میسنز سے جڑے کرپشن اور بدعنوانی کے تمام سکینڈلز نے اٹلی کے سیاسی اور قانونی اداروں میں ''ہاتھ اجلے رکھنے کے آپریشن'' کی بنیاد ڈالی جو مزید آگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے بعد فورزا اطالوی پارٹی کے سیلویا برلوسکونی کو وزیراعظم کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ وہ بھی پی 2 کا ممبر رہا تھا اور اسرائیل کے ساتھ قریبی اور دلچسپ تعلقات رکھتا تھا۔

مختصر یہ کہ پی 2 غیر معمولی واقعے یا حادثے کا نتیجہ نہیں ہے جیسا کہ میسنز سکینڈل پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے ہیں۔ اس کے برعکس انہیں ان خفیہ اور علیحدہ علیحدہ بستیوں کی ضرورت تھی تاکہ بڑے درجے کے سرکاری ملازموں کو ملک میں مناسب جگہ دی جا سکے۔ حادثہ یا غیر معمولی بات یہ تھی کہ پی 2 بے نقاب ہو گئی۔

اس پس منظر میں ایک مزید شہادت انگلستان سے 1990ء کے وسط میں آئی لارڈ نوران کو 1994ء میں وزیراعظم جان میجر کی طرف سے اس کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا گیا

جس نے برطانوی سیاست میں بدعنوانی کے الزامات کے تناظر میں ''عوامی سطح پر معیار'' متعین کرنے کے لئے تحقیق و تفتیش کرنی تھی۔

پریس اس بات کو اجاگر کر رہا تھا کہ میسنز زیادہ تر الزامات کا محور تھے چنانچہ لارڈ نوران نے سیاست میں ان کی شرکت پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ 21 جنوری 1995ء کو اخبار ''The Dependers'' نے اس موضوع کو جلی سرخی کی جگہ دی کہ برطانوی تاریخ میں پہلی مرتبہ فری میسنری کو انکوائری کا سامنا تھا۔ اس اخباری رپورٹ میں یہ بتایا گیا کہ میسنز کی تنظیم 30,000 ہزار جرار دستوں پر مشتمل تھی جسے حکومت میں 'ہاؤس آف لارڈ' ہائی کورٹ، بینکنگ، بڑی کمپنیوں کے بورڈ رولز، انتظامیہ کے ہر حصے اور حتی کہ شاہی خاندان سے بڑی منظم قوت یا پولیس فورس سمجھا جاتا تھا۔ ایسا ہی ایک سکینڈل فرانس میں منظر عام پر آیا۔ کئی سالوں تک فرانس کے سابقہ وزیر خارجہ اور میسن رونلڈ ڈوماس کی بدعنوانی اور کالے کرتوتوں پر اعلی سرکاری افسر جو خود بھی میسن تھے۔ پردہ ڈالتے آئے تھے۔ فرانس کے ہفتہ وار رسالے لی پوائنٹ نے اس کی غیر قانونی سرگرمیوں اور بدعنوانی کو بے نقاب کیا۔

نولان کمیٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ عام انگلش بستیوں کے ساتھ ساتھ اٹلی میں پی 2 کی تنظیم میں بہت سے راز پوشیدہ تھے۔ ان میں سے کچھ راز مخصوص تھے جیسے ''وہ ممبران کہاں سے بھرتی کرتے تھے۔'' ان بستیوں میں سے ایک میں اعلی درجے کے افسران اور اسلحے کی صنعت کی سینئر مینجمنٹ کے لئے وزارت دفاع سے بھرتی کی جاتی تھی۔

واضح طور پر اٹلی میں وقوع پذیر ہونے والا پی 2 سکینڈل اتفاقات کے ایک سلسلے کا نتیجہ نہیں تھا۔ برطانیہ اور فرانس میں دوسرے سکینڈلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعات انوکھے یا یکتا نہیں تھے۔ اس سے اس سوال کو تقویب ملتی ہے کہ ہر ملک میں ایسے پی 2 واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

سبق IV

فری میسنز (یا ٹمپلرز) کا ترکی میں اثر و رسوخ

ترکی میسنری کی جڑیں 19 ویں صدی کے وسط تک جاتی ہیں۔ ترکی میں میسنری کے پانچ ادوار نظر آتے ہیں۔ ان ادوار میں سے پہلے دور 1909ء سے پہلے کا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے دوران، بہت سی بستیاں وجود میں آئیں لیکن یہ صحیح خطوط پر منظم نہ ہو سکیں کیونکہ سلطان عبدالحمید نے بڑے منظم طریقے سے اس رجحان کو روکا۔ اس موقع پر، یہ بستیاں سلطنت کے باہر کی بستیوں پر انحصار کرتی تھیں۔ جو ان انتظامی امور کو چلانے کے لئے انتظامیہ بھی فراہم کرتے تھے۔

دوسرا دور 1909ء اور 1935ء کے دوران کا تھا جو 31 مارچ کی بغاوت سے شروع ہوتا ہے جس نے عبدالحمید کو تخت سے ہٹا کر، میسنز کو حکمران سیاسی قوت کے طور پر لانے کی راہ ہموار کی۔ لوگوں کا غم و غصہ اور مخالفت کم کرنے کے لئے مقامی ججوں نے غیر ممالک سے دور لگائی اور بیسویں تاریخ میں پہلی مرتبہ قومی شناخت اختیار کی۔ اس عرصے کے شروع میں یونین اور ترقی کی کمیٹی جیسے میسنز کنٹرول کر رہے تھے منظر عام پر آ گئی۔

تیسرا دور 1935ء سے 1948ء کے درمیان کا ہے 1935 میں صدر اتاترک نے ان بستیوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ ایسا اس بنیاد پر کیا گیا کہ ان اداروں کو باہر بیٹھ کر غیر ممالک سے چلایا جا رہا تھا اور ان کا مقصد صرف تباہی پھیلانا تھا۔ اس طرح

میسنز کی نسل ایک دوسری مختلف نسل کے ملاپ سے آگے بڑھی لیکن 13 سال کی ''نیند''
کے اس دور میں بھی میسنز نے ہالکیوی کمیونٹی سنٹر سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

1948ء اور 1966ء کے سالوں میں میسنز کی سرگرمیاں زور پکڑ گئیں۔ خاص
طور پر سکاٹ لینڈ اور فرانس کے دو مخصوص رسوماتی مراکز میں فیصلہ کن مرحلہ 1966ء میں
شروع ہوا۔ جو آج تک جاری ہے۔ جس میں ہر دو برانچیں زیادہ متحرک اور منظم ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

مصطفیٰ رشید پاشا کی اصلاحات اور اگست کومٹے

سلطنت عثمانیہ پر میسنز کے حقیقی اثرات 1839ء تنظیمی دور (ترکی کے زبان میں ری آرگنائزیشن 76-1839) میں محسوس کیئے گئے۔ اگرچہ ان کی بستیاں بہت پہلے قائم کی جا چکی تھیں لیکن وہ زیادہ موثر تھیں اور نہ ہی منظم لیکن یہ تمام منظر تبدیل ہو گیا جب میسنز کے ابھرتے ہوئے ستارے مصطفیٰ رشید پاشا نے اصلاحات کا عمل شروع کیا۔ اسے بلاشبہ اصلاحاتی عمل کا معمار قرار دیا جا سکتا ہے۔ ترکی زبان میں اسے "تنظیمات فرمانی" کہا گیا۔

میسن ذرائع کے مطابق مصطفیٰ رشید پاشا نے لندن میں میسنری کے ساتھ پہلا رابطہ کیا اور 1830ء میں اسے تنظیم میں شامل کر لیا گیا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کس لبستی نے اسے داخل کیا۔ مصطفیٰ رشید پاشا کے معاملے پر تبصرہ کرتے ہوئے ترکی کا میسونک جرنل "میمار سینان" لکھتا ہے "اگر تمہارے راستے میں تمہیں ایسی قوتوں سے واسطے پڑ جائے تو تم سے زیادہ طاقتور ہو تو تم بے جگری سے ان کی سوچ کا مقابلہ کرو۔ اگر سمجھتے ہو کہ تم سچے ہو اور تمہارا اختیار کردہ راستہ درست ہے تو آگے بڑھتے جاؤ اگرچہ تم اکیلے ہو۔ اپنے کارناموں کو مت چھپائیں"۔ اخبار کی اسی مذکورہ نصیحت نے ہی مصطفیٰ رشید پاشا اور دوسرے بھائیوں کے لئے رہنما اصول کا کام کیا۔

کیا اس نے اس نصیحت پر کان نہیں دھرا جب اس نے سلطان کا منصب

سنبھالنے کے لئے علم بلند کیا؟ یہ اسی نصیحت کا اثر تھا جب اس نے بااعتماد اور باضمیر رہتے ہوئے شاہی فرمان پڑھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ کیا کرنا چاہتا تھا اور اگر ضروری ہوا تو اس کے لئے موت کو گلے لگانے کے لئے بھی تیار تھا۔ ہم عظیم مصطفیٰ پاشا کی یاد میں اس کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں جو لوگوں کے لئے مشعل راہ کا فریضہ سرانجام دیتا رہا اور 135 سال قبل گوہان چوک میں ہیٹی ہمایوں کے پرعزم اعلان کی یاد کو تازہ کیا۔

اخبار کے ایک دوسرے تبصرے میں مصطفیٰ پاشا کو میسنری کے اثرات کے بعد، ملک اور عوام کی محبت کی یادگار قرار دیا گیا۔ وہ تاریخ کے شاہی گوشے میں محو سکون ہے لیکن سوال یہ ابھرتا ہے کہ اصلاحات کے اس فرمان کا کیا مطلب اور نتائج ہیں جن کی بنا پر مصطفیٰ رشید پاشا کو اس کا معمار قرار دیا گیا؟

150 سال سے زیادہ پر محیط عرصے میں ان اصلاحات کے مثبت اور منفی نتائج پر دلائل پیش کیے گئے۔ جب اصلاحات کا عمل شروع کیا گیا۔ سلطنت عثمانیہ زبوں حالی کا شکار تھی اور حقیقی ترقی کے ضمن میں مغرب دنیا سے بہت پیچھے تھی۔ ان حالات میں اسے اصلاحات کی اس قدر ضرورت تھی جیسے جاں بلب مریض کو تازہ خون کی۔ یہی ان اصلاحات کا نقطہ آغاز تھا۔ ان اصلاحات کے ساتھ ساتھ یورپ میں چھایا ہوا مادی دنیا کا نظریہ بھی سلطنت عثمانیہ کے رگ و پے میں عود کر آیا تھا۔

اس نظریے کا باریک بینی سے معائنہ کرنے پر یہ پتہ چلتا ہے کہ یورپین میسنز نے اپنی بستی کے مخصوص چینل کے ذریعے تنظیمات کی تحریک کے مصطفیٰ رشید پاشا اور دوسرے رہنماؤں پر مادی فلسفے کے پروپیگنڈے کا بھرپور حملہ کیا۔ اس پس منظر میں معروف مشرک فلاسفر اگست کومٹے نے جو مصطفیٰ رشید پاشا کے انتہائی نزدیک تھا۔ اہم کردار ادا کیا۔ کومٹے نے اپنے لادینی نظریات پر مبنی لاتعداد خطوط لکھے۔ ایک موقع پر سلطان

نے دونوں کے تعلقات کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے مصطفیٰ رشید پاشا کو وزارت اعلیٰ کے منصب سے ہٹا دیا۔

کومٹے کے ایک خط کے مندرجات کچھ یوں تھے:

چونکہ اب آپ اپنے منصب سے ہٹا دیئے گئے ہیں جس کو آپ نے کامیابی سے چلایا۔ آپ کی فراغت نے مجھے یہ امید دلا دی ہے آپ میری مثبت فلاسفی پر توجہ فرمائیں گے جو میں نے آپ کو عام زبان میں پیش کی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک مثبت سیاسی نظام تخلیق پائے گا جو ساری کائنات پر لاگو ہوگا۔

کئی سو سالوں تک مغرب اور مشرق دونوں نے ایک ایسے مذہب کی تلاش جاری رکھی جو تمام کائنات کو یکجا کر دے۔ ایک مذہب پر ایمان انسانی جذبات پر حاوی ہو جاتا ہے جبکہ عقل اور تجربہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایسے یقین کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ اسلام سے مثبت نظریے کی طرف 'ترقی' کے اس عمل میں کسی مافوق الطبیعاتی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مسلمان جلد ہی ان بلند و بالا اور عرفع خیالات کی ترویج کرنے والوں کو سمجھ جائیں گے جو ان کے عظیم پیغمبر سے مخصوص ہیں۔ یہی سوچ مذہب پر اعتقاد اور تمام کائنات کی تسخیر کرنے والی انسانی سوچ کو منضبط کرے گی۔ اگر مسلمانوں کو سیاسی وحدت کے اس غیر ضروری نظریے سے دور کر دیا جائے تو انہیں سلطنت عثمانیہ کے ممکنہ زوال پر افسوس نہ ہوگا۔ اس کے برعکس وہ دیکھیں گے کہ ان کا عارضی اقتدار ان کی سماجی اور معاشرتی ترقی کی راہ میں حائل ہوگا۔ عثمانی سردار جو کمتر قوموں کے مقابلے میں اپنے علاقوں کے تحفظ کی جنگ میں مصروف ہیں جب واقعہ رونما ہوگا جو کہ نوشتہ دیوار ہے تو ان کے تمام تخیلاتی خدشات ختم ہو جائیں گے اور لوگ آزاد ہو جائیں گے۔ ایک خدا کی ساری کائنات پر محیط واحدانیت کے نظریہ کی بجائے، انسانیت پرستی کے سیاسی نظریے کو قبول کرنے سے لوگوں کے درمیان

اتحاد، یگانگت کی سوچ پروان چڑھے گی اور اسلام کے نظریے کا خالص فلسفہ بھی اسی خواہش کا متمنی ہے جیسے ہی خلاف عثمانیہ اللہ پر اپنے عقیدے اور ایمان کو انسانی فلسفے کے ساتھ تبدیل کرے گی یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔

مصطفیٰ رشید کے نام اپنے خطوط میں کومٹے نے پرزور سفارش کی کہ سلطنت عثمانیہ کو اپنے اسلامی تشخص کو مثبت انسانی فلسفے کے ''مذہب'' کے ساتھ تبدیل کر لینا چاہئے اور دوسرے مسلم بھائیوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خواب کو ترک کر دینا چاہئے۔ کومٹے نے یہ بھی لکھا کہ خدا پرستی کو انسان پرستی کے ساتھ تبدیل کر لینا، میسنز کی سیکولر انسانی سوچ کے نظریے کے عین مطابق ہے۔

اس موضوع پر ضخیم معلومات کے لئے ہارون یحیٰی کی کتاب ''گلوبل فری میسنز'' گلوبل پبلشنگ، استنبول 2003ء پر دستیاب ہے۔

کومٹے کی نصیحت یا مشورے میں پوشیدہ غیر عقلی سوچ کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اللہ نے تمام انسانوں کی تخلیق کی ہے چنانچہ وہ اسے جواب دہ ہیں۔ خالق کا نام بدل کر ایک سطحی انسانی سوچ کو اپنانے کی تلقین اپنی جگہ پر یہ پیغام دیتی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو اپنی زندگی کے مقصد کے لئے اپنائیں۔ ہ ساری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ پیغمبروں نے ہمیشہ بے راہ رو اور گمراہ کن فلسفوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا (بحوالہ قرآن کریم 11:92) اے لوگو! کیا تم میرے قبیلے کی تعظیم اللہ سے زیادہ کرتے ہو؟ تم نے اس کو (اللہ) اس کے مقام کے اعتبار سے عزت نہیں دی ہے لیکن میرا اللہ ہر شئے پر قادر ہے جو تم کرتے ہو!''

حقیقت میں کومٹے اور 19 ویں صدی کے دوسرے سرکردہ مشرکین جیسے ڈارون، مارکس، فرائیڈ، ڈرک ہائیم وغیرہ نے کچھ خاص کام نہیں کئے بلکہ پرانے غلط ملط

نظریات اور خیالات کو ایک نئے اور جدید انداز میں پیش کیا۔ میسنز ایک بڑی حد تک، ان نظریات اور خیالات وافکار کو قبول کرنے اور تمام تر یورپ میں اور پھر وہاں سے ساری دنیا میں پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔

انسانی سوچ کے نام نہاد مثبت فلسفے کو میسنری نے دوسرے مادی فلسفوں کے ساتھ مذہب کی طرح اپنایا اور پھر ایک منظم مہم شروع کی جس کے تحت پہلے دانشور طبقے اور پھر عوام کو اس فلسفے سے متاثر کرنے کی کوشش کی۔ سلطنت عثمانیہ میں پہلے اور بعد میں ترکی میں میسنری کی کارگزاریوں کو اس تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ میسنروں کی بستی نے پروپیگنڈا مشین کی طرح کام کیا اور مذہب کے خلاف لڑائی کو اپنا مشن بنا لیا۔ ترکی میں میسنروں کی تاریخ کے مختلف پہلوؤں کے مطالعے کے بعد ایک دلچسپ تصویر ابھرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ترک نوجوانوں کا ردعمل

تنظیمات کے بعد، پہلا آئینی دور 1876-1878ء پر محیط تھا۔ 14 فروری 1978ء کو عبدالحمید نے آئینی حکومت کو معزول کر دیا اور 1908ء میں دوسری آئینی حکومت کے اعلان تک قوم پر براہ راست حکومت کی۔ کچھ مورخ اس دور کو ڈکیٹیٹرشپ کے دور سے تعبیر کرتے ہیں۔ سچائی البتہ اس سے مختلف ہے۔ سلطان عبدالحمید نے جو ایمپائر ورثے میں پائی، وہ تباہی کے دہانے پر تھی۔ سلطان عبدالحمید نے اپنی لیاقت اور مناسب سیاست کاری کو بروئے کار لاتے ہوئے نہ صرف ایمپائر کو زندہ جاوید رکھا بلکہ 1876ء اور 1909ء کے درمیان خون خرابہ اور جنگوں کو روکے رکھا۔ اس نے حکومت عثمانیہ کے بہت سے شعبوں میں اصلاحات کا نفاذ کیا۔ ان شعبوں میں قانون، تعلیم اور فوجی ادارے شامل تھے۔ اس کے دور اقتدار کے دوران، دارالفنون (سائنسز کا گھر) قائم کیا گیا جو بعد میں استنبول یونیورسٹی میں تبدیل ہوگیا۔ اس کی حکومت نے ریلوے کے نظام اور ٹیلی گرافی کے انفراسٹرکچر کی نئی بنیادی استوار کیں۔

وہ نسل جس نے ترکی کی ری پبلک کو قائم کیا تھا اس نسل میں اتاترک کا نام بھی شامل ہے۔ اس نسل نے ان جدید سکولوں میں تعلیم حاصل کی تھی جنہیں عبدالحمید نے تعمیر کروایا تھا۔ یہ دعویٰ کہ اس کا دور اقتدار خون خرابے پر مشتمل تھا قطعی بے بنیاد اور غیر مناسب ہے اس کے دور میں اس کے سخت ترین دشمنوں کو بھی موت کی سزا نہیں دی گئی بلکہ جلاوطن کر دیا گیا۔

اس کے خلاف جارحانہ پروپیگنڈا کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ ایک راسخ العقید مسلمان تھا اور وہ اسلامی اخلاقی اصولوں کی روشنی میں امور ایمپائر چلا رہا تھا۔ اس کے اقتدا کے 40 سالوں کے دوران نوجوان ترکوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی جاتی تھی۔ ان ترکوں میں کسی ایک مشترکہ نظریے پر ہم آہنگی نہیں تھی بلکہ ان میں سے کچھ مذہبی وجوہات کو بنیاد بناتے تھے۔ کچھ ترکوں کا یہ نظریہ تھا کہ خلافت عثمانیہ کو مستقبل میں آگے بڑھنے کے لئے مغربی نظام اور فلسفوں کو اپنانا چاہئے۔ ان کی اکثریت ایمپائر کو بچانا چاہتی تھی لیکن تاریخ نے جلد ہی ان کے نظریے کو غلط ثابت کر دیا۔ یہ نوجوان ترک عبدالحمید کی حکومت کو گرانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کی اپنی حکومت صرف دس سال ہی چل سکی جس کے دوران ایمپائر کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس تحریک کے بطن سے یونین اور پراگرس پارٹی نے جنم لیا۔ جس نے 1910ء سے اپنا سکہ جما لیا تھا اور 1913ء میں ایمپائر کی اقتدار پارٹی کی حیثیت اختیار کر لی ثابت یہ ہوا کہ ایمپائر میں صورت حال کی بہتری کے لئے سلطان عبدالحمید کی مخالفت ہی کافی نہیں تھی۔

نوجوان ترکوں کی تحریک اور یونین پارٹی کی صفوں کے اندر موجود میسونک عناصر مغربی فلسفوں اور نظریات کو اپنائے جانے کے ذمہ دار تھے۔ اس سلسلے میں پیرس کے روزنامہ لی ٹمپس کی 20 اگست 1908ء کی اشاعت میں تھیسیلونیکا میں یونین پارٹی سے تعلق رکھنے والے دو ممبران مسٹر رفیق اور کرنل نیازی کے انٹرویو میں اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس تحریک میں میسونک اثرات کس حد تک تھے۔ انٹرویو لینے والے صحافی نے میسنرز کی طرف سے 1905ء اور 1908ء کے درمیان موصول ہونے والی امداد کے بارے میں دریافت کیا۔ اس سوال پر ان کا جواب خاصا دلچسپ تھا "میسنری خاص طور پر اطالوی میسنری نے ہماری مدد کی۔ تھیسیلونیکا میں بہت سی بستیاں متحرک تھیں۔ عملی طور پر اطالوی

بستیوں نے یونین کمیٹی اور پراگرس کی مدد کی اور ہمیں تحفظ فراہم کیا کیونکہ ہم میں سے زیادہ میسنز تھے۔ ہم بستیوں میں ملے اور یہ وہی جگہ تھی جہاں ہم بھرتی کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ استنبول مشکوک ہو گیا اور بستیوں کے اندر چند ایجنٹوں کو متعارف کروانے کی سعی کی گئی تھی۔

دوسری پارلیمانی حکومت میسونیت کے اعلان کے بعد، برطانیہ سے ایک پارلیمانی ممبر اور بلقان کمیٹی کے بانی روڈن بکسٹن نے استنبول کا دورہ کیا۔ ان کا منعقد کردہ یونین کمیٹی اور پراگرس کا ابتدائی اجلاس فری میسنز کی تنظیمی خطوط پر مبنی تھا۔ وہ امیدواران جو یونین کمیٹی اور پراگرس میں داخلہ چاہتے تھے۔ ان کو بتایا گیا کہ انہیں جلد ہی ایک بڑے راز سے آگاہ کیا جائے گا۔ ان کی وفاداری پر یقین کرنے کے بعد انہیں ایک حلف اٹھانے کے لئے کہا گیا اس کے بعد بتدائی سٹیج شروع ہوئی۔ امیدواروں کو چہرے پر اندھے کرنے والے ماسک پہنا دیئے گئے اور انہیں ایک دوسرے چیمبر میں لے جایا گیا۔ وہاں پہنچ کر یہ ماسک ہٹا دیئے گئے۔ امیدواروں نے اپنے آپ کو نیم تاریکی میں پایا۔ سامنے تین اجنبی کھڑے تھے۔ یہاں ان کو ایک تلوار پر ہاتھ رکھ کر مکمل رازداری کا حلف اٹھانے اور ہر اس کو ہلاک کرنے کا کہا گیا جو پارٹی کے خلاف سازش یا بغاوت کا ارتکاب کرے چاہے وہ شخص ان کا رشتہ داری یا درست ہی ہو۔

ایک معروف ترک صحافی الہامی سوئیسل میسنری اور یونین کمیٹی اور پراگرس کے درمیان تعلقات کے حوالے سے لکھتا ہے مقدونیا ریزورتا بستی اور تھیسیلونیکا میں واقع ویریٹاس (ایک لاطینی لفظ ''سچائی'') کی بستی جہاں ترک اقلیت میں تھے۔ سے شروع کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہی بستی یونین کمیٹی اور پراگرس کا بھرتی اور ملاقاتی مرکز بن گیا جو بعدازاں ان کے ماتحت آگئیں۔

عبداللہ قیادت: دور عثمانیہ کا ایک غدار

عبداللہ قیادت یونین اور پراگرس کی کمیٹی کے بانیوں میں سے ایک اور مذہب مخالف تحریک کا ابتدائی رہنما تھا۔ اس نے دنیا کا جو تصور اجاگر کیا تھا اس میں مذہب اور معاشرے کے درمیان تعلق کو ختم کرنا شامل تھا۔ اس کے خیال میں ہر دید سوسائٹی کی بنیاد مذہب مخالف کلچر ہونی چاہیے اسلام چونکہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ تھا، اس لئے اسے معاشرتی زندگی سے نکال دینا چاہیے۔ عبداللہ قیادت کا نام یونین اور پرگراس کمیٹی کے بانیوں میں سے تھا۔ اس پر کمیٹی کے ایک دوسرے بانی ممبر میسن ابراہیم تیمو کے خیالات کا کافی گہرا اثر تھا تیمو کی تصنیف کردہ کتب سے استفادہ کر کے اس نے مادہ پرستی کی طرف سفر شروع کیا۔ یہ کتب فیلکس آئی نارٹ کی خدا پرستی اور مادہ پرستی اور لوئی بکنر کا قوت اور مادہ تھیں۔ ان اقدمات پر اور بائیولوجیکل مادہ پرستی پر اپنے مضمون کے لئے مذہبی حلقوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈاوَن کے نظریہ ارتقا اور وقت کے مغربی راشسٹوں نے قیادت کے ذہن پر گہرے نقوش مرتب کئے۔ قیادت کے خیالات کے بارے میں اصلاح پسندی کے دور سے ری پبلک تک کا ترکی کا انسائیکلو پیڈیا مندرجہ ذیل الفاظ میں ی روشنی ڈالتا ہے۔

عبداللہ قیادت کے نظریہ مادہ پرستی کے دوسرے پہلو میں ایک سماجی کلاس کے ظہور کی نشاندہی ہے ارنسٹ ہیکل کے ارتقائی عمل میں نظریہ عدم مساوات اور ڈارون کی قدرتی سلیکشن کا نظریہ پڑھ کر عبداللہ قیادت اس نتیجے پر پہنچا کہ انسانوں کے لئے یہ ممکن

ہے کہ وہ تعلیم کے ذریعے اعلیٰ درجے کے ذہنی شعور کو حاصل کر سکیں اور سماجی ترقی کا منزل ایک ایسی ہی مخصوص سماجی کلاس کی قیادت میں حاصل کی جا سکتی ہے۔

1903ء میں قیادت نے اپچی ہٹ رسالے کا اجرا کیا جس میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف مضامین شائع کئے۔ فروری 1909ء میں میسنری کی مدد اور تعاون سے اس نے اپچی ہٹ ایوی پبلشنگ ہاؤس قائم کیا لیکن قیادت کے ادارے کی شائع کردہ کتب کو عوام کے غیض وغضب کا سامنا کرنا پڑا، نتیجہ ادارے اور رسالے کو بوریا بستر لپیٹنا پڑا۔

توہین رسالت کے ارتکاب پر ادارے کو مقدمے اور سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ قیادت کو ان الفاظ کے ساتھ دو سال قید کی سزا دی گئی کہ اس نے ہمارے مذہب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اپچی ہٹ کی بندش کے بعد، اس نے جھد، استیہت اور اسہد رسائل کا اجرا کیا۔ اس نے اقدام اور ہاک اخباروں کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اسے اپنے غیر اسلام مضامین پر بارہا مواقع پر خلافت عثمانیہ کے سب سے بڑے مذہبی رہنما شیخ الاسلام کی طرف سے وارننگ موصول ہوئی۔

عبداللہ نے عبدالحمید کو تخت سے ہٹانے کے عمل کی حمایت کی لیکن اپنی سلامتی کے خوف سے، کئی سالوں تک ترکی واپس نہیں آیا۔ آخرکار جب وہ ترکی پہنچا تو اسے صحت عامہ کے محکمے کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا لیکن یہاں بھی اس کے خیالات اشتعال انگیز تھے۔ جب اس نے جسم فروشی کی باقاعدہ اجازت دینے کے لئے سرٹیفیکٹس جاری کرنا شروع کئے، معاشرے کی طرف سے صدائے احتجاج بلند ہوئی اور اسے اس کے عہدے سے فارغ ہونا پڑا۔

عبداللہ قیادت نے سات کتب تحریر اور تراجم کی ہیں مذہب کے خلاف سب سے

زہریلا پروپیگنڈا ان کتابوں میں سے ایک میں ہے جسے اس نے فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا، اس کتاب کا ترجمے کے بعد نام "عقل سلیم" رکھا گیا اور یہ انیسویں صدی کے مشرکانہ نظریات پر مبنی تھا۔ اس کتاب کے پیش لفظ میں عبداللہ قیادت نے آزادی اور نیکی جیسے انسانی بتوں کی پرستش کی تھی اور تحریر کیا تھا کہ عقل سلیم (ذہانت) ایک مقدس بغاوت کی طرف لیجاتی ہے اور محبت کے شعلے دلوں میں بھڑک رہے ہیں اور کبھی نہیں بجھائے جا سکتے۔ پرومیتھس کا کاسس کی پہاڑیوں پر نہیں ہے بلکہ ہمارے دلوں میں ہے اور اس کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہمارا خدا نیکی ہے لیکن نیکی آزادی کے بغیر ممکن نہیں۔

سب سے پسندیدہ آزادی سوچ اور عقیدے کی آزادی ہے۔ اس ترجمے کا موضوع خدمت، خدمت کی پرستش اور آزادی کے خدا کی پرستش ہے۔

عبداللہ قیادت فرانسیسی مادہ پرستوں کا مطالعہ کر رہا تھا اور گستاف لی بون کے زیر اثر تھا اپنے ماسٹر کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس نے ایک پروجیکٹ تیار کیا جس کا موضوع "ترکی نسل کی بہتری کے لئے مردوں کی بہتر نسل" تھا۔

یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ عبداللہ قیادت جس کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا لیکن وہ تمام زندگی مذہب کے خلاف لڑتا رہا وہ اس نسل کا ایسا نمائندہ تھا جس کا ذہن میسونک تعلیمات کے زیر اثر زہر آلود تھا۔ اس کے مرنے پر، اس کی آخری رسومات میں روائتی اسلامی جنازے کی رسم ادا نہ کی گئی۔ تاریخ دان کوتالی ابراہیم ہکی عبداللہ قیادت کے جنازے کا حال ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ "عبداللہ قیادت نے کہا کہ وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا وہ عربی حروف کا سخت مخالف تھا اور اسلامی تعلیمات کے خلاف مسلسل لکھ اور بول رہا تھا۔ اس کا جسد خاکی ہگیا صوفیا مسجد میں لایا گیا جہاں اماموں نے اس کا اسلامی جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ آخر کار اس کا تابوت بورڈ کونسل نے وہاں سے ہٹا دیا۔"

خلاف مذہب رجحانات کی پرورش گاہ

ٹرکش ری پبلک کے قیام کے بعد، میسنز ریپبلکن پیپلز پارٹی میں داخل ہو گئے اور وہیں اپنے آپ کو منظم شروع کر دیا۔ 1935ء میں اتاترک کو ان سرگرمیوں کی اطلاع دی گئی اس نے بستیوں کو بند کرنے کا حکم دیا لیکن میسنز ہال کیوی کیمونٹی سینٹرز اور دیہاتی اداروں جیسے اداروں میں منتقل ہو گئے اور ان کی فلاسفی زندہ رہی۔

ہال کیوی کیمونٹی سینٹرز کے قیام کی ذمہ داری ڈاکٹر رینیٹ گیلپ کو سونپی گئی۔ گیلپ انقرہ استقلال عدالت کا چیف جج تھا جس نے کئی معصوم، انسانوں کو پھانسی گھاٹ بھیجا۔ ترکی کی پارلیمنٹ کے سامنے اپنی کئی تقاریر میں سے ایک میں اس نے ہال کیوی کیمونٹی سینٹرز کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ترکی کے لئے رہنما اصول کا کام نہیں دے سکتا۔ بقول ہال کیوری جرنل کا مالک ڈاکٹر انیل سیسن، ڈاکٹر ریسڈ گیلپ نے کہا کہ ترک قوم کا قومی مقصد اب تبدیل ہو چکا ہے، اسلام اور خلافت مزید قومی مقاصد نہیں ہونگے۔ ترک قوم اس جگہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گی جو اس کا اصل مقام ہے یعنی جدید تہذیب کا ایک حصہ، مشرق وسطی میں قحط کے بعد، ترک دنیا کے تمام حصوں میں مہذب بننے کی کوشش میں تھے اور تاریخ کے مخصوص ادوار میں، ترکوں نے سائنس اور تہذیب کے بلند معیار قائم کرنے کی کوشش تھی۔

ہال کیوی سینٹر کے ساتھ، ایک دوسرا جانا پہچانا نام سکھو کا یا تھا۔ سکرو داخلہ امور کا وزیر اور میسن تھا۔ کا یا بجت کیال کی تصنیف "1935ء ہال کیوی" کے پیش لفظ میں لکھتا

ہے۔

ہال کیوی سینٹر کے کلچرل سماجی اور معاشی فوائد کو جلدی سمجھنے کے لئے، اس کتاب میں درج اعداد و شمار کا مطالعہ کرنا کافی ہے۔ یہ سینٹر معاشرے کی تعلیمی سماجی اور تفریح کی لازمی ضروریات پورا کرتی ہیں۔ ہر شہری یہاں سکھاتا ہے جو وہ جانتا ہے اور سیکھتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔ ہر ترک باشعور اپنے علم کو اپنی کوشش کی بجائے قوم کی امانت سمجھتا ہے۔ کوئی دفتر کوئی کاوش اور کوئی سرکاری ملازم قوم کی طرف سے اس پر عائد قرض واپس نہیں کر سکتا۔

1934ء تک ایسے ہال کیوی سینٹرز کی تعداد بڑھ کر 103 تک پہنچ چکی تھی اور ان چھوٹے گاؤں ہالکوڈ لاری کی تعداد 4322 ممبر پچپن ہزار تک تھے جبکہ اس وقت تک دو ملین سے زیادہ لوگ میسونک خیالات سے مستفید کئے جا چکے تھے۔ 1935ء میں جب اتاترک نے بستیاں بند کرنے کا اعلان کیا تو میسنز اس اعلان سے زیادہ پریشان نہیں نظر آتے تھے۔

وزیر داخلہ سکروکایا جو اس دور کا سب سے سینئر میسن تھا نے پریس کو بتایا کہ چونکہ ہال کیوی سینٹرز میسنز کی بستیوں کے مقاصد کے مطابق کام کر رہے تھے اس لئے وہ موجودہ حکم پر زیادہ توجہ مرکوز نہیں کرتے۔ اس کتاب میں ترکی میں میسنز کی تاریخ کے بارے میں گرینڈ ماسٹر کیاسٹین ایپک اس طرح بیان کرتے ہیں:

"میسنز کے 33 ویں درجے کے اجلاس میں بھائی سکروکیا نے بیان کیا کہ ہال کیوی اور ہال کوواسی سینٹرز ایک لمبے عرصے تک میسنری کی سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کو عملی طور پر آگے بڑھاتے رہیں ہیں۔ پارٹی نے یہ ضروری سمجھا کہ میسنری بستیاں ان سرگرمیوں کی سرپرستی کریں۔ حکومت کو یہ فیصلہ تسلیم کر کے نافذ کرنا پڑتا تھا۔ دوسرے

لفظوں میں سکرو کا ئیا کے مطابق بستیاں اور ہال کیو یز ایک ہی فلسفے کے نمائندے تھے۔ کئی سالوں تک ہال کیوی کے پروجیکٹ دیہاتی اداروں کے متعارف ہونے کے ساتھ آگے ترقی کرتے گئے جن میں کافی سرگرمیاں شامل تھیں۔ ان دیہاتی اداروں کی تشکیل کے پیچھے وزیر تعلیم اور مین حس علی یریلی کا ہاتھ تھا اور یہ ادارے عوام میں میسونک فلسفے کو ہال کیوی کی طرح بڑی خوش اسلوبی سے پروان چڑھا رہے تھے۔

اس فلسفے کے پیچھے چھپا ہوا پیغام اس وقت سامنے آیا جب انقرہ میں ایک دیہاتی انسٹی ٹیوٹ حسن اوگلو نے ایک رسالہ ''کوئے اینسٹیلیر ی'' جاری کیا۔ اس سلسلے میں مذہب اسلام اور اس کی اخلاقی اقدار پر کھلا حملہ کیا گیا۔ اس رسالے کی ایک اشاعت میں اسماعیل ھکی ٹونگھو جو مارکس کا نظریاتی پیروکار اور مصنف تھا تحریر کرتا ہے آئیں امید کریں کہ آنے والے کل میں کوئی ایسا عقیدہ نظر نہیں آئے گا جو مکتی کے لئے آسمان کی طرف دیکھے گا اور مافوق الفطرت خیالات پر زندہ رہے گا۔ اگر ہم اس نئی دنیا کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں لوگوں کو ایک نئے اور مکمل انسان دوست، حقیقت پسند اور لالچ، جھوٹ سے پاک مذہب فراہم کرنا چاہئے۔ اس ادارہ نے تعلیم دینے والے بچوں کو فلسفیانہ نظریہ سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ انسانیت پرستی، حقیقی اور نئے جیسے الفاظ ویسے ہی کھوکھلے ہیں جیسے میسن فلسفے کی سیکولر انسانیت پرستی۔

ان اداروں کی اشاعتوں میں ''ناظم حکمت'' کے نام سے نظمیں شامل تھیں جن میں مادیت پرستی کے فلسفے کا دفاع کیا گیا تھا اور پڑھنے والے کو خدا کے وجود کا انکار کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ ان میں مذہب اور اس کی تعلیمات کا مذاق اڑایا گیا تھا۔

اس وقت کا ممتاز مصنف پیامی صفا ان اداروں کے مارکسی پروپیگنڈے کے بارے میں لکھتا ہے:

کوئی ترک دماغ نہیں جانتا تھا کہ یہ ادارے کمیونسٹوں کے پروپیگنڈا سینٹرز ہیں جہاں بچے ناظم حکمت کی لکھی نظمیں پڑھتے ہیں جس میں مارکسی اجتماعات کا بیان ہوتا ہے اور مارکسی مضامین چھاپے جاتے ہیں۔ ریڈیو ماسکو دیہاتی اداروں کے ان گریجویٹ تعلیم یافتگان کی باقاعدہ سے تعریف کرتا ہے۔ اسی پروپیگنڈے کے الزام میں ہائی سکول کے ایک استاد کو پکڑ کر جیل بھیج دیا گیا۔

اسی طرح کا طے شدہ مارکسی پروپیگنڈا جب دیہاتی اداروں سے نکل کر خبروں تک ٹکرایا ترکی پارلیمنٹ پر عوام کا شدید دباؤ تھا۔ ترک پارلیمنٹ کے ارکان کی تقاریر سے اس تنقید کا اندازہ ہوسکتا تھا۔ وزیر تعلیم حسن علی یوسل کو اپنے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور آر ٹیمسٹین سائیر کو اس کا منصب سونپ دیا گیا حسن نے منصب سنبھالتے ہی اس معاملے کی جانچ کا حکم دیا۔ اس کے اسسٹینٹس کی طرف سے کی طرف سے تیار شدہ رپورٹس کے خاکے درج ذیل ہیں۔ ان رپورٹوں کے منظر عام پر آنے کے بعد کافی سبکی محسوس کی گئی۔

رپورٹ نمبر 1 صفحات 12:

انسٹی ٹیوٹ کے قیام اور AA7 کے درمیانی عرصے میں لڑکیوں کو ان کے اساتذہ کی طرف سے خوف زدہ کیا گیا ان کے ساتھ زیادتی کی گئی اور زبردستی منہ چوم کر ان کی عزت نفس کو تار تار کر دیا گیا حتی کہ ان لڑکیوں کے ساتھ عضوئے تناسل کا بھرپور استعمال کر کے جنسی بدفعلی کا ارتکاب کیا گیا۔ کچھ اساتذہ کو قانون کی طاقت کے ذریعے ان لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا پڑی۔

رپورٹ نمبر 2 صفحات 13:

کئی مواقع لڑکے اور لڑکیاں کلاس کے علاقے کے نزدیک جنسی بدفعلی کے الزام میں پکڑے گئے۔

رپورٹ نمبر 3 صفحات 14:

ایک دیہاتی سکول استاد جو دیہاتی ادارے کا تعلیم یافتہ گریجویٹ تھا اس نے اپنی کلاس میں سے ایک لڑکی کو بے عزت کیا اور اس سے جنسی درندگی کا مرتکب ہوا۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ طالب علم اپنے اساتذہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جنسی آزادی کے نام پر لڑکیوں کے ساتھ جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات کے علاوہ، اساتذہ اور طالب علموں کے درمیان شراب پینے کے دور ہوتے تھے۔ رپورٹ نمبر 47 کے مطابق گندہ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا جبکہ دیہاتی ادارے کا رسالہ ان غیر اخلاقی واقعات کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔

وزارت تعلیم کا تفتیشی افسر لکھتا ہے کہ دیہاتی ادارے شہروں اور دیہاتوں سے دور دراز مقامات پر تعمیر کئے جاتے تھے جس کی وجہ سے والدین اور طالب علموں کے درمیان فاصلوں نے ایک ایسے ماحول کو جنم دیا جس میں غیر اخلاف حرکات کا ارتکاب ممکن تھا۔ چالیس ہزار سے زیادہ دیہاتی بایاں بازو والے پروپیگنڈا مہم میں شامل کئے گئے اور ان سے جنسی آزادی کے بارے میں تجاویز مانگی گئیں۔ اس مہم کے نتیجے میں کمزور دیہاتیوں کے ذہنوں میں گندہ مادہ بھرا گیا۔ خوش قسمتی سے زیادہ تر دیہاتی اس مہم میں ثابت قدم رہے اور ان کے سامنے ان اداروں کے جھوٹے بھرم کا بھید کھل گیا۔

اس مشرکانہ پروپیگنڈا مہم کا مقصد لوگوں کی اخلاقی بے راہ روی تھی جو میسنز کی حکمت عملی کا حصہ تھا

کئی سالوں تک میسونک مصنفین اور صحافی ان دیہاتی اداروں کی بندش کے خلاف مضامین لکھ لکھ کر اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے رہے۔ ان مضامین میں ان اداروں کی تعریف، توضیف کی جاتی تھی۔

نئی تعلیمی پالیسیوں کے مطابق نئے سلیبس متعارف کروائے گئے جو انسان دوست سیکولر اور مثبت قسم کے تھے۔ مذہبی تعلیم ختم کر دی گئی تھی۔ گاؤں کی رہنے والی آبادی کی ضروریات تعلیم ترک ریپبلک کا سب سے بڑا پالیسی مسئلہ تھا۔ اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ ایک موثر تعلیمی نظام تیار کیا جائے جس کے تحت اساتذہ کی ایک بڑی تعداد کو تربیت دیکر دیہاتی آبادی کے اندر ترقی اور بام عروج کی راہ دکھائی جائے۔ اس کے علاوہ بہت بڑی دیہاتی آبادی کو تعلیم دینے کے مقاصد کے حصول کے لئے عملی اقدامات اور طریقے وضع کئے جائیں تا کہ آبادی کے اس حصے میں جذبہ حب الوطنی پیدا ہو سکے۔

میرے خیال میں تعلیمی ادارہ اسی مقصد سے قائم کیا گیا اور ترکی کی تاریخ کا سب سے بڑا تعلیمی پروجیکٹ بن گیا۔

یہی مضمون حال کیوی کو تبلیغی ذہنیت کی ایک صنف قرار دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

نقاب ہٹتا ہے

جیسا کہ پچھلے اسباق سے ثابت ہوا ہے کہ روایتی طور پر میسنز کا رویہ خلاف مذہب تھا ٹمپلرز نے عیسائیت چھوڑ کر بھٹکی ہوئی تعلیمات کا راستہ بنایا اور پھر عیسائیت کے خلاف تاریخی جنگ میں مصروف ہو گئے۔ کئی صدیوں تک یورپ میں مذہب کے خلاف جنگ فری میسنری اور ٹمپلرز کے وارثین کی قیادت میں لڑی جاتی رہی۔ جو ترکی میں خاصے متحرک تھے وہ عوام پر نام نہاد مثبت اور مادیت پرستی پر مبنی فلسفوں کو ٹھونس کر غیر مذہبی جذبات کو ہوا دیتے رہے۔

میسنز کے تحریر کردہ مضامین میں ایک ایکشن پلان تجویز کیا گیا جس میں کہا گیا کہ جب تک مذہبی سکول یعنی مدرسے اور مسجدوں کے مینار تباہ نہیں کر دیئے جاتے اور نظریاتی عقائد کو ختم نہیں کر دیا جاتا سوچ کی غلامی اور ضمیر پر بوجھ بڑھتا جائے گا۔ گرینڈ ماسٹر حیدر علی کرمن لکھتا ہے کہ پارلیمنٹ کے نواح میں واقع مسجدوں سے نماز کے لئے صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں جو چیخ پکار کے سوا کچھ نہیں۔ وہ کہتا ہے میں مرا نہیں ہوں اور نہ ہی مرنے جا رہا ہوں انہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ آواز باشعور لوگوں کو خواب خرگوش کی نیند سے جگانے کی کال ہے۔ ان خیالات سے میسنری کے ذہنی رجحانات کا اظہار ہوتا تا۔ نماز کے لئے دی جانے والی اسلامی کال میسنز کو اس بات کی یاد دلاتی ہے کہ وہ اپنا فرض پہچانیں۔ ان کا یہ اولین فرض تھا کہ وہ مذہب کی اس آواز کو دبا دیں۔

مذہب اور مذہب کی اخلاقی اقدار کے خلاف ان کی جنگ میں میسنز نے مختلف

حکمت عملیاں استعمال کیں۔ ہال کیوی اور دیہاتی دارے ان میں سے دو تھے۔ ان کے علاوہ میسنز کے کنٹرول کردہ اشاعتی ادارے تھے۔ عبداللہ قیادت کا ذکر پچھلے اسباق میں آ چکا ہے سرکار دو علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں یمل سینا آن گن تحریر کرتا ہے کہ محمدؐ نے اسلام کو متعارف کروایا۔

ترک لوگوں کو مذہب سے علیحدہ کرنے کی میسنری کی حرکتوں کا ایک دوسرا پہلو تھا یعنی ظلم، کچھ میسونک طریقوں پر اس وقت روشنی پڑتی ہے جب مسلم فلاسفروں پر ہونے والے مظالم سامنے آئے تھے۔

بدیع الزمان سعد نرسی اپنی کتاب رسائلہ نور کے مختلف حصوں میں ان قوتوں کا حوالہ دیتا ہے جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی وہ لکھتا ہے کہ میسنری، کیمیونزم اور مشرکانہ نظام نے قوم اور اسلام کو زبردست نقصان پہنچایا۔

میسنری، کیمیونزاور مشرکانہ نظام نے معاشرے میں شدید ابتری پھیلا دی تھی۔ ان پر قابو پانے کے لئے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلم اتحاد ہی وقت کی ضرورت تھی۔ بدیع الزمان بتا رہا تھا کہ اس کا مشن عقیدے کی حفاظت میسنری کے خلاف لڑنا اور مذہب مخالف لابی کا خاتمہ کرنا تھا اس نے اپنے شاگردوں کو مثبت سوچ رکھنے کی تلقین کی کیونکہ ان کی کوشش کامیابی' کامرانی سے ہمکنار ہوگی اور اسلام روئے زمین پر سب سے طاقتور آواز ہوگی۔ اس کے الفاظ فضا میں گونجے "جہاں' پر امید رہیں! آنے والے حالات میں سب سے بلند اور طاقتور آواز اور ممکنہ تبدیلیاں اسلام کے عروج کی شکل میں ہونگی۔"

بدیع الزمان کے دور کے بعد میسنز کو خوف لاحق ہوا کہ اسلام روئے زمین پر سب سے طاقتور آواز ہوگی' چنانچہ انہوں نے مذہب کے خلاف اپنی پروپیگنڈا مہم مزید تیز کر دی۔ یہ جنگ درحقیقت یورپ میں ٹمپلرز کے ساتھ 14 ویں صدی میں شروع ہوئی اور

میسونک تنظیم نے ترکی اور تمام دنیا میں اپنی ستم گر پالیسیوں کے ساتھ خلاف مذہب مہم جاری رکھی۔

جیسا کہ پچھلے اسباق میں نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ ٹمپلرز اور میسونک تنظیم سیاسی اور معاشی فوائد کے حصول کے لئے غیر قانونی سرگرمیوں میں مصروف رہیں اور ترک میسنز اپنے غیر ملکی بھائیوں کی طرح انہی خطوط کے راہ گزر بنے۔

ترکی کی پی 2 ایس: خفیہ بستیاں

ٹمپلرز کے وقت جب سے انہوں نے اپنی حقیقی سرگرمیوں کو ایک مذہبی عیسائی تنظیم کے پیچھے کامیابی سے چھپایا تھا۔

میسنز کے بنیادی اصولوں میں سے تبدیل نہ ہونے والا ایک اصول "راز داری" تھا یعنی اپنی سرگرمیوں کو مخفی رکھنا۔ ٹمپلرز بپھومٹ نامی ایک بت کی پوجا کرتے تھے اور عیسائیت جیسے مذہب کو اپنے ذاتی عقیدے کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے۔ غیر معمولی جنسی معمولات میں ملوث تھے اور اس بات کو خفیہ رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے دشمن تھے۔

میسنز کو را۔داری کی یہ روایت ورثے میں ملی تھی، انہوں نے ایک ثقافتی اور با اخلاقی تنظیم کا تشخص قائم کیا تھا جس کے کوئی سیاسی عزائم نہیں تھے۔ سوال یہ ابھرتا ہے کہ ایک معصوم اور خدمت گزار تنظیم کو اس قدر راز داری کی کیا ضرورت تھی؟

مرسنان میں میسن انیر برکن لکھتا ہے کہ میسنری بھی معاشرتی علوم میں اس قدر دلچسپی لے سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت گذار تنظیم کہلواتے تھے۔

راز داری کے جو طریقے میسنری زیر استعمال لاتی تھی۔ وہ اس کی کارکردگی پر مناسب پردہ ڈالتے تھے ان طریقوں کا اظہار میسونک کی اشاعت میں ہوتا تھا۔

میسونک جرنل سائکل بھی ان الفاظ میں وضاحت کرتا ہے:

شہد کی مکھیاں اندھیرے کے بغیر کام نہیں کر سکتیں آپ کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کا دائیں ہاتھ کیا کرتا ہے۔ علامتیں رازداری کے مختلف مقاصد کے لحاظ سے خاصی موثر ہیں۔

میسونک رسالے میسن درگیزی کی مارچ 1993ء کی اشاعت میں تحریر ہے کہ اس بات کی سختی سے پابندی تھی کہ تنظیم کی رسوماتی سرگرمیوں کی بات بستی سے باہر کی جائے۔ بائیوک سارک (گرینڈ اررینٹ) کی بمورخہ 11 کی اشاعت لکھتی ہے بستی میں کی جانے والی گفتگو اور رسومات کا انکشاف کرنے والی علامتیں ظاہر کرنا اخلاقی طور پر غیر اخلاقی تصور کیا جاتا تھا۔ یہ فری میسنری کے حلف اور مقصد کے خلاف سازش ہے میسنز کا "رازداری کا حلف" تنظیم کے اندر رازداری کی ایک مخصوص اہمیت کو ثابت کرتا ہے۔

حلف اٹھانے کی ایک دوسرے درجے کی رسم کچھ اس طرح ادا کی جاتی ہے:

"میں وعدہ کرتا ہوں اور قسم اٹھاتا ہوں کہ میں ہمیشہ فری میسنری کی پوشیدہ پراسراریت کے متعلق امور یا حصے یا کسی بھی خفیہ فن پاروں کو صیغہ راز میں رکھوں گا اور کبھی ظاہر نہیں کروں گا۔ موجودہ وقت یا مستقبل میں میرے علم میں آنے والی باتوں کو سوائے اپنے قانونی میسنری بھائی کے کسی شخص یا اشخاص کو نہیں بتاؤں گا۔

میں مزید وعدہ کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنی کوتاہ اندیشی سے فری میسنری کے رازوں کو تحریر، پرنٹ، رنگ بھرنا، نشان لگانا، نمایاں کرنا، کاٹنا، لائین ورک یا کندہ کرنا کسی ایسی حرکت کرنے والے یا ساکن جگہوں پر اس انداز میں نہیں کروں گا جس سے کسی لفظ، خط یا کردار کا عکس جھلکے یا کسی مخصوص شخص کی طرف اشارہ کرے۔"

وہ کونسے ایسے راز ہیں جن کے بارے میں میسنز اتنے حساس ہیں؟ اس سوال کا

جواب اٹلی میں پی 2 کی بستی کی طرف سے آیا۔ ایک اخلاقی اور خدمت گزار تنظیم کے پردے کے پیچھے، وہ سیاسی اور معاشی فوائد کے حصول کی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔

لیکن دوسری تنظیمیں یا بستیاں جو انہیں خطوط پر کام کر رہے تھے۔ اتنے نمایاں نہیں ہیں۔ اس اعتبار سے بستیاں دو حصوں میں منقسم ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

خفیہ بستیوں کی تاریخ

عام بستیوں کے برعکس، ان کے پتے بھی سب پر عیاں نہیں ہوتے ہیں بلکہ اپنے وجود کو زیر زمین رکھنے کے لئے یہ ایک مخصوص پردے میں رہتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے پی 2 نے لوسیو جیلی کے گھر کے ایک حصے پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ یہ گھر ایک دور دراز علاقہ میں تھا۔ اٹلی کے مشہور، معروف سیاست دان، بیوروکریٹس، کاروباری طبقہ، میڈیا کے بڑے نام پی 2 کی بستی میں ہونے والے اجلاسوں میں شریک نہیں ہو پاتے تھے کیونکہ وہاں رازداری برقرار رکھنا ممکن نہیں تھا اور اس طرح تنظیم بھی زیادہ عرصے تک چھپی نہ رہتی۔

ترکی کی پی 2 کا راز اس حقیقت تلے پوشیدہ تھا۔ فری میسنری کی سرگرمیوں کا صرف ایک تھوڑا حصہ عوامی طور پر اور سرکاری طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ استنبول کی نورو ضیا گلی اور میپیا سی میں چند نمایاں بستیاں نظر آتی ہیں لیکن تنظیم کا دماغ کہیں دور پوشیدہ بستیوں میں چھپا ہوتا ہے۔ جہاں کوئی شخص ان پر شبے کا اظہار نہیں کرے گا۔

ان بستیوں کے خفیہ ارکان کسی کاروباری اجلاس یا دوستوں کے ساتھ کسی سماجی محفل میں شرکت کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کسی کی توجہ کا مرکز نہیں بنتے۔ اعلیٰ درجے کے ترک میسن جن کا تعلق ان بستیوں سے ہوتا ہے اور وہ اکثر تل ابیب، شکاگو یا پیرس سے آنے والے اپنے بھائیوں کو لینے آتے ہیں تاکہ مختلف بین الاقوامی بستیوں کی طرف سے کئے جانے والے فیصلوں پر بات چیت کر سکیں اور ترکی میں موجود مقامی بھائیوں کے ساتھ مستقبل کے لائحہ عمل کا فیصلہ کر سکیں۔ اگر ان بستیوں میں تفتیش کی جائے تو ایسے کاغذات

ملیں گے جن سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ ان بستیوں کے روابط اور سرگرمیاں غیر قانونی رہی ہیں۔

حال ہی میں کچھ عجیب و غریب رسومات نے میڈیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کی ہے یہ رسومات ثابت کرتی ہیں کہ پابند ٹمپلرز جو آج ترکی میں رہتے ہیں وہیں پوشیدہ رسومات ادا کرتے ہیں جیسی وہ چھ صدیوں قبل ادا کرتے تھے۔

ٹمپلرز کی خفیہ سرگرمیاں پردہ سکرین پر

1997ء کا سال میسنز کے لئے مشکل سال تھا۔ فٹ ایج (Footage) کمپنی نے خفیہ کیمروں کے ذریعہ دو مختلف بستیوں کے اندر ادا کی جانے والی خفیہ رسومات کی فلم بندی کی اور اسے ترکی کے چینل 7 پر کئی دنوں تک بار بار دکھایا جاتا رہا۔ اس فلم میں فلمائے جانے والے مناظر نے ترکوں اور فری میسنری کے گرینڈ ماسٹر کو صدمے سے دوچار کر دیا۔ ان رسومات میں سے ایک شیطان کو پوجنے کی رسم ادا کرتے دیکھایا گیا صرف خوم گرینڈ ماسٹر سیول کے 33 ویں ڈگری پر ادا کی جاسکتی ہے۔ اس رسم میں حصہ لینے والا گرینڈ ماسٹر بستی کے گھر کے درمیان میں، ایک بکری کا خون پی رہا تھا اور پھر ہیرو میں شیطان کو سلامی پیش کر کے رسم کا اختتام کیا گیا۔ ایک دوسری رسم میں دو نئے میسنز اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے سینوں پر زور آزمائی کر رہے تھے اور ایک دوسرے کے لئے موت کا سامان تیار کر رہے تھے۔ ایک دوسرے منظر میں، میسونک طرز پر شادی کی رسم ادا کی جارہی تی۔ ایسی رسموں کے بارے میں فری میسنری پہلے دن سے انکار کرتی تھی۔

اس فلم بندی کی میڈیا پر اس طرح کوریج کی گئی:

”7 جنوری بروز پیر، چینل 7 پر سات بجے کی خبروں کا وقت ہے آج کے دن کی خبروں کی ترتیب موجود ہے۔ ایک کے بعد دوسری خبر آتی ہے اور پھر بم گرا دیا جاتا ہے۔ 33 ویں ڈگری کے میسنز کی رسومات کی فلم دکھائی جا رہی ہے۔ میسنز کیا ہیں وہ کن کی

خدمت کرتے ہیں، کس قسم کی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس بات کو جانتے ہیں کیونکہ رازداری کی ان کی پالیسی پر سے پردہ ہٹایا نہیں جا سکتا لیکن اب آپ سکرین پر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت میں کیا کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک بستی کے ہلا دینے والے مناظر جو صرف اعلیٰ درجے کے بیوروکریٹس اور منتخب شخصیات موجود ہو سکتی ہیں۔ موسیقی بجائی جا رہی ہے شیطان کی پوجا ہو رہی ہے، سفید عبائیں، تلواریں، چھ کونوں والا ایک سٹار اور ایک ذبح شدہ بکری موجود تھی۔ بکری کا خون ایک پیالے میں بھرا جاتا ہے، اس کا سر ایک اور انگیٹھی پر جل رہا ہے اور گرینڈ ماسٹر کو مہر و سلام پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب مناظر ترکی میں، استنبول کے وسط میں ادا کیے جا رہے ہیں۔" اٹھائے جانے والے حلف کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مقدس، قدوس اُمراء اگر تم اپنا حلف توڑتے ہو تو تمہارے جسم کو جنگلی گھوڑوں کے ذریعے ٹکڑے کر دیا جائے اور راکھ میں تبدیل کر کے چاروں سمتوں سے چلنے والی ہواؤں کے ذریعے بکھیر دیا جائے۔

چینل دخفیہ معاشروں کے سربستہ رازوں میں گھس گیا تھا وہ اس بات کی توقع کر رہا تھا کہ اسے اس منفرد کام پر "دنیا میں پہلے نمبر" کا لقب تو مل ہی جائے گا لیکن ترک میڈیا کی مجرمانہ خاموشی دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا، کسی اخبار نے ان کی اس صحافیانہ کامیابی پر کالم نہیں لکھے، کسی چینل نے فٹ انیج کو اہمیت نہ دی۔ مکمل خاموشی، اس خاموشی کی ایک وجہ فٹ انیج یہ بیان کرتی ہے کہ فری میسنری کی ابتدائی رسم ایک مذہبی رسم کی طرح تھی، امیدواروں کو ایک چیمبر میں انتظار کروایا جاتا تھا جہاں کیمرہ داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

تب انہیں اکڑوں بیٹھ کر ایک بار کے نیچے سے گزرنا پڑتا تھا۔ جب ان کے چہروں پر اندھے ماسک چڑھے ہوتے تھے وہ محسوس کرتے تھے کہ تلوار ان کے سینوں پر رکھی

ہوئی تھی، انہیں اسے چھونے کو کہا جاتا ہے جو آپ نے یہاں دیکھا ہے اگر آپ اس بات کا انکشاف کہیں باہر کرتے ہیں تو نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہونگے۔ پیغام واضح ہوتا ہے۔ جب اندھا ماسک ہٹایا جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ کچھ کریں یا کہیں، تمام بھائی جوان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں گلہ کاٹنے کا اشارہ دیتے ہیں فٹ اسٹیج میں دکھائے جانے والے حیران کن مناظر کے باوجود کوئی ردعمل کوئی توجہ دکھائی نہیں دیا۔ میڈیا نے ہر بات کو نظر انداز کر دیا۔

میسنز کے شاندار ٹی وی کیریر شروع ہونے کے بعد، دو سابقہ میسنز ممن کلک اور اونڈ اکٹیک جو چند سال پہلے بستی کو چھوڑ گئے تھے، اچانک کیمرے کے سامنے آ گئے تاکہ میسنری کے کالے کرتوتوں کے بارے میں اپنے خیالات بتا سکیں۔ یہ معاملہ ترکی کی پارلیمنٹ میں زیر بحث آیا۔ ایک رکن احمت فیضی انیسوز نے درخواست کی کہ وزارت داخلہ ٹی وی پر فٹ اسٹیج کی دکھائی جانے والی فلم کی بنیاد پر میسونک بستیوں کے بارے میں ایک انکوائری شروع کرے۔ اس نے اس کی وجہ یوں بتائی کہ جیسا کہ فلم میں دکھایا گیا میسونک معاشرہ قومی سلامتی امور کو خطرے میں ڈالتا ہے ان بستیوں میں، شہریوں کو خوفزدہ کیا جاتا ہے ان کی غیر قانونی شادیاں کروائی جاتی ہیں۔ رقوم اکٹھی اور خرچ کی جاتی ہیں۔ بغیر لائسنس ہتھیار رکھے جاتے ہیں۔ وہ سیکورٹی کے قانون قاعدے سے باہر رہتے ہیں، ملک کے باہر اپنے آپریشنل ہیڈ کوارٹر بناتے ہیں اس طرح ملک کی سیکورٹی کے لئے خطرے کا باعث بنتے نظر آتے رہیں چنانچہ ان کو بند کر دینا چاہیے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میسنز پر ان تمام واقعات کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے میڈیا کو اس مسئلے پر خاموش رکھا اور میڈی دوسرے مسائل اور موضوعات کی طرف بڑھ گیا۔ آج ٹمپلرز ایک دوسرے کو قدوس امراء کہہ کر مخاطب کرتے رہے ہیں جیسا وہ صدیوں قبل کیا کرتے تھے۔

ٹمپلرز اور مافیا

کسی ایک ملک میں میسونک کی حرکات کو سمجھنے کے لئے، کسی دوسرے پر نظر دوڑانے سے تقابلی جائزہ لیا جا سکتا ہے چونکہ میسنری ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو ہر جگہ ایک ہی قانون قاعدے کے تحت کام کر رہی ہے چنانچہ کسی ایک ملک میں بننے والے سکینڈلز اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ دوسرے ملک میں کیا ہو رہا ہے۔

ایک مثال اٹلی کے میسنز اور مافیا کے مابین قریبی تعلق کا پتہ بتاتی ہے۔ پی 2 کی تفتیش نے انکشاف کیا کہ دونوں کے درمیان گہرا تعلق تھا۔ اطالیوں کی طرف سے 1990ء میں کئے جانے والے ''صاف ہاتھوں'' والے آپریشن میں مافیا کو صاف کرنے کے عمل کے دوران بھی اس تعلق کا انکشاف ہوا۔ ترکی جیسے ملک میں جس کی اٹلی جیسے ملک کے ساتھ ثقافتی، تاریخی اور سماجی قدر مماثلت بھی موجود ہے۔ صورت حال کیا ہے، کیا مافیا اور میسنری کے درمیان تعلق ویسا ہی ہے جیسے اٹلی میں ہے۔

حال ہی میں ترک حکومت کے افسروں نے سوسرلک کیس کی تفتیش کرتے ہوئے ایسے سوالوں کے جواب دیئے:

اس کیس میں ملک کے سیاستدان، مافیا اور پولیس کے درمیان تعلق کا انکشاف ہوا۔ ٹریفک کے ایک حادثے کے بعد یہ پتہ چلا کہ استنبول پولیس کا ایک ڈپٹی چیف اور ایک شخص دہشت گردی کے حملوں میں ملوث پائے گئے تھے۔ مقامی پولیس اور بین الاقوامی پولیس انٹرپول کو یہ افراد عرصہ دس سال سے زائد سے مطلوب تھے۔ ترک پارلیمنٹ کے

سوسرلک کمیشن کی انکوائری رپورٹ کی بنیاد پر، رکن پارلیمنٹ ہیرٹین ڈلکین نے یہ بیان دیا۔

اٹلی میں ان کی پی 2 بستی تھی اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسی ہی ایک بستی ترکی میں بھی موجود ہے۔ موجود کیس کو ایک مافیا سکینڈل کا نام دینا انصاف نہ ہوگا۔ آپ پی 2 کیس کو مافیا کا ایک سادہ سا معاملہ قرار نہیں دے سکتے۔ بستیاں ترکی میں اقتدار کے مزے لوٹ رہی ہیں۔ اکثر بڑے بڑے سنجیدہ فیصلے ان بستیوں میں ہوتے ہیں جب تک ان بستیوں پر قابو نہیں پایا جاتا۔ ترکی آسانی سے ترقی نہیں کریگا۔ پی 2 کے کیس میں بستی درحقیقت وزیراعظم اور وزراء کو منتخب کررہی تھی۔ ترکی میں انہوں نے طاقت کے اس درجے کو چھولیا ہے جہاں سے وہ سیاسی پارٹیوں کی قیادت کا انتخاب کرتے ہیں باقی میں آپ کے ذہنوں اور تخیل پر چھوڑتا ہوں۔

یونین کمیٹی اور پراگرس کے رہنماؤں میں سے طلعت پاشا، متاسکر و بلیدا، کاظم پاشا، میدیا سیفر ادار رفیق، کاظم مامی دورو، کرنل نقی، کمانڈر حسین موھیتین، مالی کنٹرولر فیرٹ ایسیو کا تعلق مقدونیہ کی ریڈ رورٹا بستی سے تھا جبکہ ایمانیول کراسو میمیل پاشا، فائیک سلیمان پاشا، اسماعیل کینیولیٹ، ہودجاہی آفندی، مصطفیٰ دوگان، مصطفیٰ نیپ (جو بابکیلی پر حملے کے دوران گولی کا شکار ہوگیا) جیسے رہنما دیریگاس کی بستی میں جگمگا رہے تھے۔ طلعت پاشا جو وزیراعظم بننے کا امیدوار تھا اور کرنل نقی اپنی اپنی بستیوں میں خاصے متحرک تھے۔

جب تھیسلونیکا میں یہ سرگرمیاں جاری تھیں عبدالحمید نے میسنز کی طرف سے خطرے کو بھانپ لیا اور میسونک بستیوں کو قانون کے دائرے میں پابند کرنے کی کوشش کی۔ اس تناظر میں اس نے ان بستیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کے لئے جاسوسوں کا ایک نیٹ ورک تشکیل دیا۔ گرینڈ ماسٹر کیمالیٹن ایپک اس دور کے واقعات کا ذکر اپنے نقطہ نظر سے یوں کرتا ہے۔

سلطان عبدالحمید دوئم میسنز سے خوف زدہ تھا۔اس نے بڑے منظم انداز میں فری میسنز کو پابند کرنے اور قانون کے دائرے میں لانے کی کوشش کی کیونکہ وہ میسنری سے خوف زدہ ہونے کے معاملے میں غلطی پر نہیں تھا۔اعزازی میسن سلطان مراد پنجم کا انتقال 1904ء میں ہوااس کے پیچھے عبدالحمید ایک ڈراؤنے خواب کی شکل میں رہ گیا۔

چند سالوں بعد ایک نئی تحریک ابھری جس میں رومالیا میسنز نے اہم کردار ادا کیا وہ قومی زندگی میں روشنی اور آزادی کے پہلو لائے جن لوگوں نے 1908ء میں سلطان عبدالحمید کو دوسری پارلیمانی حکومت کو قبول کرنے اور اس کا اعلان کرنے پر مجبور کیا، وہ سب میسنز تھے۔عبدالحمید استنبول میں میسنری کو قانون کے دائرے میں نہیں لا رہا تھا بلکہ تھیسیلو نیکا میں ان پر زیادہ توجہ نہیں دے رہا تھا اس کے عمال رومیلا میں اپنے اپنے کام پر مامور تھے۔وہ تھیسیلو نیکا میں میسنز کی بستیوں کی خصوصی نگرانی کر رہے تھے اور آنے جانے والوں کے نام لکھ رہے تھے لیکن سلطان کا اثر ورسوخ اور ہیبت یہاں استنبول جیسی نہیں تھی کیونکہ تھیسیلو نیکا، کوسووا اور مناسٹر غیر ملکیوں کے زیر کنٹرول تھے۔

مختصر یہ کہ میسنری نے سلطنت عثمانیہ کی آخری نصف صدی اور عبدالحمید اور نوجوان ترکوں کے درمیان تنازعہ میں ایک متحرک کردار ادا کیا۔میسنز نے نوجوان ترکوں کا ساتھ دیا اور تحریک کے اندر طاقت ور بن گئے۔انہوں نے سیاست میں اور ترک لوگوں کے مزاج اور رویے پر سنجیدہ اثرات چھوڑے۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنے یورپین بھائیوں کے مادی نظریات پر گہرے اثرات مرتب کئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ترکی میں ہمارے پاس ایک ایسی شئے ہے جسے ہم کوئی نام نہیں دے سکتے لیکن اٹلی میں گلیڈیو (Gladio) کا معاملہ تھا جو ریاست کے اندر ریاست جیسا تھا۔ اس کے پس پردہ ایک ہستی کارفرما تھی۔ ہمیں اس کا نام تلاش کرنا پڑے گا کہ ہم اسے اپنے ملک میں کیا کہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ تنظیم موجود ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا کام کئے ہیں۔ ان کے اور ہمارے درمیان قدر مماثلت بھی موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ تفتیشی کمیشن نے مضبوط شواہد دریافت کر لئے تھے کہ یہ ہستی ہی وہ آرگنائزیشن تھی جو ان واقعات کے پس پردہ کارفرما تھی۔ اس بات کا اظہار کمیشن نے اپنے حتمی کاغذات میں بھی کیا۔

ترکی میں معصوم لوگوں پر بدعنوانی، ناانصافیاں اور قانونی باز پرس کے واقعات کے پس پردہ آج کے جدید دور کے خدائی فوجدار ملوث ہیں یا ترجمان میسنز ہیں۔ انہوں نے ملک کو اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ گندے اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اترنے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ مذہب سے پیار کرنے والی تمام آوازیں جو میسنری کی مخالفت میں بلند ہوتی تھیں ان کے فلسفے کو نشانہ بنایا جاتا اور زیر دباؤ رکھا جاتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اسلام کی اخلاقی اقدار پر یقین رکھتا ہے جدید ٹمپلروں

کی سرگرمیوں کے خلاف آواز حق ضرور بلند کرے گا۔اس خلاف مذہب اور نفع کے طمع پر قائم تنظیم کا مقابلہ قانون کے ذریعے اور نظریاتی اور فلسفیانہ پلیٹ فارم سے ہونا چاہیے۔

ہمیں ان کے پروپیگنڈے سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ یہ نظریاتی جنگ بالآخر جیت جائے گی۔ضرورت جذبہ اسلام پسندی عملی طور پر ابھارنے کی ہے قول، فعل کے تضاد سے اجتناب کر کے ملت اسلامیہ کی حرمت بحال کرنے کی سعی درکار ہے۔ملت آج پھر کسی ایوبی کی راہ تک رہی ہے!

****

سوئٹزرلینڈ کے ٹمپلر امراء

تاریخ کے آئینے میں

(knight Templars)

مصنف: ہارون یحییٰ

مترجم: منظر غنی چوہدری

جا چکا ہے۔ان میں انگلش' فرانسیسی' جرمن' اطالوی' پرتگیز' اردو' عربی' البانوی' روسی اور انڈونیشین زبانیں شامل ہیں۔

اس کے کاموں میں پوشیدہ سچائی نے دنیا بھر میں لوگوں کی عقل سلیم کو ابھارا ہے اور ان کے عقیدے کی اصلاح کی ہے چنانچہ اس کی تحریریں پر اثر' فوری نتائج سے بھرپور اور حقانیت کی گواہ ہیں۔اس کی تحریروں نے باطل نظریات کا مردانہ وار مقابلہ کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے اس سلسلے میں ہارون یحییٰ کی کاوش کو جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ایک قابل تحریر بات یہ ہے کہ مصنف اس سلسلے میں کسی مادی لالچ سے مبرا ہے اور اپنی تحریروں کو خدا کے بتلائے دین کے سیدھے راستے پر چلنے کا ایک ذریعہ قرار دیتا ہے۔مزید برآں مصنف اور نہ ہی کتب شائع کرنے والے ادارے نے ان کتابوں کو مال و زر سمیٹنے کا ذریعہ بنایا بلکہ انہیں تائید الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ جانا ہے' ان حقائق کی روشنی میں جو ان کتابوں کو "دل کی آنکھیں" کھول کر پڑھتے ہیں ان کیلئے یہ باقی کی زندگی میں مشعل راہ کا کام کرتی ہیں۔

صرف پروپیگنڈے اور آج کل کے برق رفتار میڈیا کے زور پر کتب کی تشہیر وقت اور توانائی کا نہ صرف ضیاع ثابت ہوتا ہے بلکہ عوام الناس کے اذہان میں دینی نظریات کے بارے میں ایک ابہام اور گومگو کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔مذکورہ طریقہ ٹھوس نتائج کے حصول میں ناکام ثابت ہوا ہے چنانچہ کتاب کے مندرجات میں مصنف کی ادبی قوت کے مظاہرے کی بجائے عقیدے کے تحفظ کی کوشش میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا نیک مقصد شامل ہے۔اس زاویے سے بھی مشاہدہ کرنے پر دریافت ہوا کہ ہارون یحییٰ کی تحریروں کا واحد مقصد عقیدے کی کمزوریوں پر قابو پانا اور قرآن کی بتلائی ہوئی اخلاقی تعلیم کی نشر' اشاعت ہے۔اس کار خیر کے پس پردہ چھپی کامیابی' خلوص اور نیک نیتی ہی قارئین کے دل جیتنے کا سبب ہے۔

کچھ مصنف کے بارے میں

مصنف جو ہارون یحییٰ کے قلمی نام سے لکھتے ہیں۔ 1956 میں ترکی کے شہر انقرہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے استنبول کی میمار یونیورسٹی سے آرٹس اور استنبول یونیورسٹی سے فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ 1980ء کے بعد سے مصنف نے سائنسی' سیاسی اور عقیدے کے متعلق بہت سی کتب شائع کیں۔

مصنف کی حیثیت سے ہارون یحییٰ کو یکتا حیثیت حاصل ہے جس نے تحریروں کے ذریعے ارتقاء پسندوں کے دھوکے پر مبنی دعووں' ڈارون اور خونی نظریات کے درمیان تاریکی کے ایک وسیع دور کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اس کے قلمی نام کے دو حروف ''ہارون'' اور یحییٰ دو جلیل القدر پیغمبروں کے نام پر ہیں جنہوں نے عقیدے سے انحراف کیخلاف جہاد کیا۔ اس کی کتب کی پشت پر مہر نبوت کتاب کے مندرجات کے ساتھ اس کی علامتی وابستگی کا اظہار ہے۔ یہ مہر اللہ کی طرف سے نازل کردہ آخری الہامی کتاب قرآن حکیم اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے نام نامی کو ظاہر کرتی ہے۔

قرآن اور سنت کی روشنی میں مصنف باطل نظریات کی نفی کرتا ہے اور دین حق کیخلاف اٹھنے والی آواز کیخلاف کلمہ حق کہنے میں پیش پیش ہے۔ مصنف کی تحریریں ایک ہی مقصد کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔ یعنی قرآن کا پیغام لوگوں تک پہنچانا' خدا کے وجود اور نظریہ توحید بعداز موت زندگی جیسے مسائل پر ان کے ذہنی ابہام کو دور کرنا اور زندگی کے اہم مقاصد کی طرف راغب کرتا ہے۔

ہارون یحییٰ کو ہندوستان' امریکہ' انگلستان' انڈونیشیا' پولینڈ' بوسنیا' سپین اور برازیل جیسے ممالک میں خاصی مقبولیت حاصل ہے۔ اس کی کتب کا بہت سی غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کیا

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ' اقرا سنٹر' اردو بازار لاہور
سعد پبلیکیشنز' فرسٹ فلور' میاں مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
کوالٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور' کالج روڈ' بورے والا
کشمیر بک ڈپو' تلہ گنگ روڈ' چکوال
بنگش بک ڈپو اردو بازار' سیالکوٹ
مسلم بک لینڈ' بینک روڈ' مظفر آباد
مکتبہ رشیدیہ' نیو جنرل' چکوال
ضیاء القرآن پبلشرز' اردو بازار' کراچی
ویلکم بک پورٹ' اردو بازار' کراچی
وہاڑی کتاب گھر- مین بازار' وہاڑی
یونیورسٹی بک ایجنسی' خیبر بازار پشاور
رحمان بک ہاؤس' اردو بازار' کراچی
بک سنٹر علامہ اقبال چوک' سیالکوٹ
الکریم نیوز ایجنسی گول چوک' اوکاڑہ
منیر برادرز' مین بازار' جہلم
شائلہ لائبریری' محلہ چوہدری پارک' ٹوبہ ٹیک سنگھ
احمد بک کارپوریشن' اقبال روڈ' راولپنڈی
اقبال بک سٹال' ریل بازار' بورے والا
بلال کاپی ہاؤس لیاقت روڈ میاں چنوں 662650

اسلامی کتب خانہ' فضل الٰہی مارکیٹ' اردو بازار لاہور
مکتبہ العلم' ۱۷- اردو بازار لاہور
چوہدری بک ڈپو' مین بازار' دینہ
میاں ندیم' مین بازار' جہلم
اسلامک بک سنٹر' اردو بازار' کراچی
دارالادب' تلمبہ روڈ' میاں چنوں
ضیاء القرآن پبلشرز' گنج بخش روڈ' لاہور
اشرف بک ایجنسی' کمیٹی چوک' راولپنڈی
فرید پبلشرز' نزد مقدس مسجد' اردو بازار' کراچی
شمع بک ایجنسی' فیصل آباد
کتاب گھر' علامہ اقبال روڈ' راولپنڈی
ہاشمی برادرز' کتب و رسائل گوردت سنگھ روڈ کوئٹہ
نیو الیاس کتاب محل کچہری بازار جڑانوالہ
ڈائمنڈ بک ڈپو بینک روڈ' مظفر آباد آزاد کشمیر
بختیار سنز' قصہ خوانی بازار' پشاور
ادریس کتاب محل' مین بازار' منڈی سمبڑیال
الاخوان القادری مسندی کارنر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
عمر بک سنٹر جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر فون نمبر 627406
نیو نفیس بک ڈپو مین بازار میانوالی

اشاعت ۲۰۰۳ء
سرورق عبیداللہ
اہتمام محمد نذیر طاہر نذیر
کمپوزنگ الاشراق کمپوزنگ سنٹر لاہور
مطبع [illegible] سنٹر لاہور
قیمت 200/= روپے

کچھ ہارون یحییٰ کے بارے میں......

اس کتاب کا مصنف ہارون یحییٰ 1956ء میں انقرہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے آرٹس کی تعلیم سیمار سینان یونیورسٹی سے، فلسفے کی تعلیم استنبول یونیورسٹی سے حاصل کی۔ 1980ء سے اب تک سیاست، سائنس اور اسلامی عقائد پر ان کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ہارون یحییٰ کا شمار ان معروف مصنفین میں ہوتا ہے جنہوں نے ارتقاء پرستی اور ارتقاء پرستوں کے دعوؤں کو طشت از بام کیا اور ان کی حقیقت پر سے پردہ اُٹھایا۔ ہارون یحییٰ کی کئی کتب دُنیا کی کئی زبانوں، ''انگریزی، جرمن، فرنچ، اطالوی، ہسپانوی، پرتگالی، البانوی، عربی، پولش، روسی، بوسنائی، انڈونیشائی، ترکی، تاتاری، ملائی اور اُردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ ہارون یحییٰ کی کتب مسلمانوں' غیر مسلموں سب کو مخاطب کرتی ہیں خواہ ان کا تعلق کسی عمر، نسل اور قوم سے ہو' کیونکہ ان کتب کا مقصد صرف ایک ہے: خدا کے ابدی وجود کی نشانیوں کو قارئین کے سامنے لا کر ان کے شعور کو اجاگر کرنا۔